عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد ۱۴ | ۲۸ ذی الحجہ تا ۵ محرم ۱۴۱۷ھ بمطابق ۱۷ تا ۲۳ مئی ۱۹۹۶ء | شمارہ ۵۱

اِسلام کے
تسلسل حیات
اور حِفظِ دِین
کی خَصوصیّت
اس کا اسنادی
پہلو ھے

حیات و نزول عِیسیٰ علیہ السّلام

چند شبہات کا جواب

قیمت: ۵ روپے

آپ کے مسائل

مولانا مفتی منیر احمد اخون

جعلی تحریر سے طلاق نہیں ہوتی

سوال ..... میری بیوی ناراض ہو کر گھر چلی گئی چار مہینے کے بعد ایک کچے کاغذ پر تحریر لائی کہ آپ نے تین طلاقیں دے دی ہیں۔ جبکہ مجھے اس تحریر کا کچھ علم نہیں اور نہ اس تحریر پر گواہ ہیں۔ اور جعلی دستخط کئے ہوئے ہیں اب آیا مجھے کیا کرنا چاہئے؟

ملک محمد اقبال۔ کراچی

جواب ..... جہاں تک شرعی اصول کا تعلق ہے تو ایسی صورت میں جبکہ بیوی طلاق کی دعویدار ہو اور شوہر اس طلاق کا منکر ہو اور عورت کے پاس اپنے دعویٰ پر کوئی شرعی گواہ بھی موجود نہ ہوں تو قسم کے ساتھ شوہر کا قول مانا جائے گا چنانچہ بصورت مسئولہ شوہر طلاق کا منکر ہے اور عورت کے پاس شرعی ثبوت بھی موجود نہیں تو اس صورت میں شوہر سے قسم لے کر اس کا قول مانا جائے گا لہٰذا عورت مطلقہ نہیں ہوگی بلکہ وہ بدستور اس شخص کی بیوی رہے گی نیز جعلی تحریر سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

وکذا کل کتاب لم یکتبہ بخطہ ولم یملہ بنفسہ لایقع الطلاق......

(فتاوی ھندیۃ ج۱ص۳۸۹)

وکذلک کل کتاب ....اذلم یقر انہ کتابہ کذافی المحیط......

(فتاوی ھندیۃ ج۱ص۳۸۹)

قادیانی افسر کی اطاعت نہ کی جائے

سوال....... قادیانی افسر مختلف شعبوں میں رہ کر جیسے فوج میں یا دیگر اداروں میں اپنے ماتحت عملوں میں مسلمانوں پر افسر شاہی کا رعب ڈال کر حکم کے تحت کام کراتے ہیں اور ماتحت عملہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ قادیانی ہے یس سر،یس سر! کرتا ہے اور قادیانی کا رعب ڈالنا بھی اس وجہ سے کہ وہ اپنا بڑا پن اور مسلمان دشمنی کا ثبوت دینا چاہتا ہے ایسے قادیانی افسر سے کس طرح معاملات کرنا چاہئے۔ جس سے مسلمانیت پر آنچ نہ آئے اور حضور ﷺ ناراض نہ ہوں۔

(جاوید احمد)

جواب....... جس آفس میں قادیانی افسر ہو مسلمان ملازم اگر اپنا ایمان محفوظ نہیں رکھ سکتا یا وہ افسر اسلام کی توہین کرتا رہتا ہے تو مسلمان کو ایسا آفس چھوڑ دینا چاہئے بشرطیکہ اس میں اس کی استعداد ہو۔ اللہ تعالیٰ رازق ہے اس کو روزی کے لئے اور اسباب مہیا فرمادیں گے۔

قسطوں پر خرید و فروخت

سوال....... قسطوں پر چیز لینا کیسا ہے کیا قسطیں اور رقم مقرر کی جانی چاہئے یا نہیں۔ کرنے میں کیا بہتری ہے اور مقرر نہ کرنے میں کیا حرج ہے۔ حکومت جو چیز قسطوں پر دیتی ہے اس میں اور دوکان سے قسطوں کی خریدی جانے والی چیز میں کیا فرق ہے کیا اقساط پر دی جانے والی چیز صرف مالک ہی دے سکتا ہے اور اقساط کی ادائیگی اس کو کی جائے۔ یا جیسے حکومت چیز دیتی ہے اور اقساط بینک وصول کرتے ہیں کیا یہ طریقہ درست ہے۔

(ممتاز احمد ارشد)

جواب....... قسطوں پر اشیاء کی خرید و فروخت جائز ہے کیونکہ شرعاً" ادھار میں چیز کی نقد سے زیادہ قیمت مقرر کرنا جائز ہے بشرطیکہ عاقدین (دکاندار اور گاہک) مجلس عقد میں اولاً" ادھار یا نقد لینے کو طے کرلیں۔

باقی حکومت جو اشیاء بینک کے ذریعہ فروخت کرتی ہے بینک اس چیز کی اصل قیمت پر سود وصول کرتا ہے جو شرعاً" ناجائز ہے۔ البتہ اس کی ایک جائز متبادل صورت ہو سکتی ہے۔ وہ یہ کہ بینک خود وہ چیز حکومت سے خرید لے اور وہ چیز باقاعدہ اس کے ضمان میں آجائے بینک اب منافع پر آگے امیدواروں کو فروخت کردے تو یہ اصل قیمت پر زیادتی سود نہیں ہوگی بلکہ منافع پر فروختگی ہوگی۔

وقد فسر بعض اہل العلم قالوا بیعتین فی بیعۃ ان یقول ابیعک ھذا الثوب بنقد بعشرۃ وبنسیۃ بعشرین ولا یفارقہ احد البیعتین فان فارقہ علی احدھما فلا باس اذا کانت العقدۃ علی احد منہما۔

(ترمذی کتاب البیوع ج ص ۲۳۷)

خلاصہ یہ کہ دکاندار جو چیز منافع پر بیچتا ہے وہ اس چیز کا بذات خود مالک ہوتا ہے جبکہ بینک جو چیز منافع پر فروخت کرتا ہے وہ اس کا مالک نہیں بلکہ حکومت کا وکیل ہے اور اس کے لئے یہ زیادتی لینا سود ہے۔

قارئین ختم نبوت متوجہ ہوں

ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل کے جملہ قارئین کی خدمت میں گزارش ہے کہ اپنے اپنے علاقوں کی قادیانیوں کی سرگرمیوں پر مبنی رپورٹس' جماعتی کام' خبریں' مراسلے آئندہ براہ راست اس پتہ پر ارسال فرمائیں۔

"شعبہ اخبار ختم نبوت" ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل پرانی نمائش اے جناح روڈ کراچی ۷۴۸۰۰

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATME NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوة

شمارہ ۵۱ جلد ۱۴

۲۷ ذی الحجہ تا ۵ محرم ۱۴۱۷ھ
بمطابق ۱۶ تا ۲۳ مئی ۱۹۹۶ء

REGD. NO.SS-160

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبدالرحمن باوا

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمن جالندھری ○ مولانا اللہ وسایا
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر ○ مولانا منظور احمد حسینی
مولانا محمد جمیل خان ○ مولانا سعید احمد جلالپوری

مدیر
حسین احمد نجیب

سرکولیشن منیجر
عبداللہ ملک

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل و تزئین
ارشد دوست محمد

اس شمارے میں

اداریہ ۴
حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام ۶
دینی مدارس کے خلاف حکمرانوں کے بیانات ۱۴
اسلام کے تسلسل حیات اور حفظ دین
کی خصوصیات اسنادی پہلو ہے ۱۵
اخبار ختم نبوت ۲۰

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۲۵۰ روپے
ششماہی ۱۲۵ روپے
سہ ماہی ۷۵ روپے

بیرون ملک چندہ
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۵۰ امریکی ڈالر، یورپ، افریقہ ۴۰ امریکی ڈالر
سعودی عرب، کویت، عرب امارات، بحرین، مشرق وسطیٰ
اور ایشیائی ممالک ۳۰ امریکی ڈالر
چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت — لائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ اکاؤنٹ
نمبر ۳۳ کراچی پاکستان ارسال کریں

قیمت
روپے

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون 7780337 فیکس 7780340

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان فون نمبر 514122

LONDON OFFICE
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

پبلشر: عبدالرحمن باوا طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: ۱۰۳ ابر رنگ لائن کراچی

بموں کے دھماکے' مرزا طاہر کی نوید مسرت کا تحفہ ہیں؟

حکمرانوں' مسلمانوں کے رہنماؤں' پاکستان کے بہی خواہوں اور مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ

اپریل کے ابتداء میں ہم نے اداراتی سطور میں قادیانی سربراہ مرزا طاہر کی نوید مسرت کہ "۱۹۹۶ء احمدیوں کے لئے خوش خبری کا سال ہے۔ اس سال کے پہلے چار ماہ میں ہمارے لئے خوشخبریاں ہی خوشخبریاں ہیں" نوائے وقت راولپنڈی کے حوالے سے طویل بیان نقل کر کے اس کے مضمرات کا جائزہ پیش کیا تھا' اس کا بنیادی پہلو انتہائی قابل غور ہے ملاحظہ کیجئے:

"مرزا طاہر کے مذکورہ بالا بیان کے بین السطور سے البتہ یہ مترشح ہوتا ہے کہ قادیانی اس طرح کی سازش میں مصروف تھے جس کے منکشف ہونے کا اندیشہ ہوا تو معاملہ الٹ دیا گیا۔ اس لئے کہ اخباری صفحات کے مطابق قادیانی ۱۹۵۱ء' ۱۹۷۳ء اور ۱۹۸۱ء میں انقلاب کی تین بڑی سازشیں تاریخ پاکستان کے مختلف ادوار میں ترتیب دے چکے ہیں اور آئندہ بھی غالباً" ایسا ہی کچھ کرنا چاہتے ہیں اس لئے "چور مچائے شور" کے مصداق مرزا طاہر مولویوں کی طرف سے موہوم بغاوت کو ناکام بنانے کا سہرا قادیانی جماعت کے سر باندھنا چاہتے ہیں۔

مرزا طاہر کا کہنا کہ "۱۹۹۶ء احمدیوں کے لئے خوشخبری کا سال ہے۔ اس سال کے پہلے چار ماہ میں ہمارے لئے خوشخبریاں ہی خوشخبریاں ہیں" اگر اخباری رپورٹنگ کی غلطی نہیں تو ہمارے مذکورہ خدشہ کی صراحتاً" تائید کرتا دکھائی دیتا ہے۔ اور اس انتباہ سے کہ "احمدیت کو جس تیزی سے فروغ مل رہا ہے اس کی بدولت اکثریت جماعت احمدیہ کی جھولی میں آگرے گی" طاقت کے اس استعمال کی بو آرہی ہے جو قادیانیوں کے ذہنوں میں محفوظ انقلاب کے بعد جبراً" قبول قادیانیت کے لئے کی جائے گی۔"

ہم نے ارباب اقتدار کو بھی اس طرح متنبہ رہنے کی تلقین کی تھی کہ:

"مرزا طاہر کے اس دھمکی آمیز بیان سے قادیانیت اور قادیانی گروہوں کے بارے میں نرم گوشہ رکھنے والے حکمران طبقہ کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں جو امریکی فرعون کو "اپنا بڑا رب" قرار دے کر اس کے ایماء پر قادیانیوں کو "ختم نبوت" کے انکار

کے مجرم ہونے پر بھی تحفظ فراہم کر رہے ہیں اور قادیانیت کے پرچار کی نہ صرف اجازت بلکہ پشت پناہی کرتے نظر آتے ہیں۔" (ہفت روزہ ختم نبوت شمارہ ۴۵'۴۶)

ہر چیز کو مغرب کی عینک لگا کر دیکھنے والے حکمران ملک و ملت کے ان تاریخی دشمنوں کو اپنا دوست قرار دے کر ان کی حمایت سے ایوان اقتدار پر قابض رہنے کے تانے بانے بننے میں مصروف ہیں۔ قادیانیوں کی پشت پناہی کے لئے غالباً" امریکہ بہادر نے ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کی ڈیوٹی لگا رکھی ہے کہ پاکستان کے غریب عوام کو دو وقت کی روٹی سے بھی عاجز کر دیا جائے تاکہ اس سے آگے سوچنے کی ان میں ہمت ہی نہ رہے۔ ہمارے حکمران عیش و طرب کی محفلیں اندرون و بیرون ملک سجانے میں مگن ہیں۔ ہم نے بہت پہلے بھی مرزا طاہر کے اس انکشاف پر کہ پاکستان لبنان اور کراچی بیروت بن جائے گا' حکمرانوں کو بیدار رہنے کی تلقین کی تھی۔ کراچی تین سال سے روڑی کی آگ کے مانند راکھ کے ڈھیر میں تبدیلی کی راہ پر گامزن ہے اور ملک کے دوسرے حصوں میں بموں کے دھماکوں کے ذریعہ خون مسلم کی ارزانی کا پیغام دیا جا رہا ہے۔ وزیراعظم اور ان کے حواری غیر ملکی ایجنٹوں کی کارروائی بتا کر اپنی بے بسی کا اعلان کرتے سنائی دیتے ہیں۔ حیرت ہے مرزا طاہر کی تخریب کاری کی مسلسل دھمکیاں اور ملک کے طول و عرض میں خونریز واقعات کا تسلسل بھی حکمرانوں کی آنکھوں سے مغربی عینک اتار کر حالات کا جائزہ لینے کا باعث نہ ہو سکا۔ مصری سفارت خانے پر حملہ کے وقت ہم نے توجہ دلائی تھی کہ وزارت داخلہ کی اجازت کے بغیر تو اسلام آباد میں جانوروں کا داخلہ بھی ناممکن ہے ذرا توجہ سے دیکھا جائے تو تخریب کار حکومت کے ایوانوں ہی میں نظر آئیں گے۔ قادیانی 'امت مسلمہ کے آستین کے سانپ ہیں اور حکمران ان سانپوں کو مسلسل دودھ پلانے کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ جن لوگوں کا ماضی انگریزوں کے لئے مسلمانوں کی جاسوسی کا بزبان خود معترف ہے اور اسرائیل کے ساتھ ان کے روابط کو دنیا جانتی ہے۔ بھارت میں حکومتی سطح سے چھوٹے بڑے شہروں میں قادیانی دفاتر و مراکز قائم کرائے جا رہے ہیں۔ قادیان (بھارت) میں قادیانیوں کا عالمی اجتماع تو زیادہ پرانی بات نہیں۔ قادیانی سربراہ قیام پاکستان کے وقت یہ اعلان کر کے یہاں آئے تھے کہ تقسیم ہند کو انہوں نے مجبوراً" قبول کیا ہے لہٰذا ان کی اولین کوشش یہ ہوگی کہ پھر سے اکھنڈ بھارت وجود میں آجائے۔ یہ سب باتیں مطبوعہ ریکارڈ میں باسانی دستیاب ہیں۔ ان شواہد کی روشنی میں مرزا طاہر کے دھمکی آمیز الہامات دیوانے کی بڑ کہلائیں گے یا قادیانی تخریب کاری کے منصوبوں کا اظہار؟

سیکورٹی کے فوجی و سول نظام میں قادیانیوں کی موجودگی کوئی راز کی بات نہیں۔ حکومت کے اعلانات کے مطابق تخریب کاری سے نمٹنے کے لئے موثر انتظامات کر لئے گئے تھے۔ بس اڈوں کی مکمل ناکہ بندی اور مسافروں کی تلاشی کے اعلان کو بھی اخبارات نے چھاپ دیا۔ بسوں میں منظم انداز سے بم نصب کرنے والے تخریب کار وہاں کیسے پہنچ جاتے ہیں؟ یہ سوال ہر سوچ سمجھ والے ذہن میں پیدا ہونا لازمی ہے۔ کسی مسلمان کے دماغ میں تباہی کا ایسا گھناؤنا خیال آ ہی نہیں سکتا۔ مرزا طاہر کے بیانات کے تناظر میں اصل تخریب کاروں کے منصوبے ناکام بنائے جاسکتے ہیں لیکن تحقیقات (کا واقعتہً" وجود ہے تو) معکوس انداز سے کرنے کا واحد مقصد ان کا تحفظ دکھائی دیتا ہے۔ تخریب کاری کا یہ انداز ملک کو خانہ جنگی کی دلدل میں پھنسانے کا پیش خیمہ ہو سکتا ہے بالکل بیروت اور لبنان کی طرح کہ دوسرا عشرہ اختتام کو ہے لیکن تباہی کی دلدل ابھی تک خشک نہیں ہو سکی۔

صدر پاکستان ماشاء اللہ مسلمان ہیں تہجد گزار ہیں' حج و عمرہ کی سعادت سے بہرہ اندوز ہوتے ہیں' آئین کی حفاظت ان کا منصبی فریضہ ہے۔ اسلام اور پاکستان اپنے دشمنوں سے حفاظت کے طلب گار ہیں اور ان کی حمیت اسلامی کے بیدار ہونے کے منتظر ہیں ------- مگر کب

قسط نمبر ۱

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام چند شبہات کا جواب

ایک تعلیم یافتہ صاحب نے راقم الحروف کے نام ایک خط میں نزول عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ پر اظہار خیال کیا' ذیل میں ان کے خط کا ابتدائی حصہ نقل کرکے ان کے شبہات کے ازالہ کی کوشش کی گئی ہے' اللہ تعالیٰ فہم سلیم نصیب فرمائیں اور صراط مستقیم کی ہدایت سے دستگیری فرمائیں۔ واللہ الموفق لکل خیرو سعادۃ۔

مکرم و محترم جناب خان شہزادہ صاحب! السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ'

مزاج گرامی!...... میری کتاب "آپ کے مسائل اور ان کا حل" (جلد اول) میں نزول عیسیٰ علیہ السلام کی بحث سے متعلق آنجناب کا طویل گرامی نامہ موصول ہوا' آنجناب کے الطاف و عنایات پر تہ دل سے ممنون ہوں۔

آنجناب نے خط کے ابتدائی حصہ میں ان اصول موضوع کو قلمبند فرمایا ہے جن پر آپ کی تنقید کی بنیاد ہے۔ اس لئے مناسب ہوگا کہ آج کی صحبت میں آنجناب کی تحریر کے اس "ابتدائی حصہ" کو حرفاً حرفاً" نقل کرکے آپ کے ان اصول موضوعہ کے بارے میں چند معروضات پیش کروں۔

آنجناب لکھتے ہیں:

"محترم مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب!

السلام علیکم' مجھے میرے ایک بزرگ حاجی محمد یونس چوہدری صاحب نے آپ کی کتاب "آپ کے مسائل اور ان کا حل" صفحہ نمبر ۲۴۳ تا ۲۶۵ کے نقول مطالعہ کے لئے بھیجے ہیں جو نزول عیسیٰؑ کے بارے میں ہیں۔ مولانا صاحب! اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو تبلیغ' تعلیم' تبشیر' تنذیر اور دین اسلام کے ہر کام میں قرآنی ہدایات کا پابند کیا ہے۔ آپ ﷺ کی زبان مبارک سے کوئی دینی ارشاد قرآنی تعلیمات کے علاوہ نہ ہوا' اور نہ آپ ﷺ کا کوئی دینی قدم قرآنی احاطے سے کبھی باہر نکلا' مگر بصد ہا افسوس کہ ملاحدہ اور منافقین عجم نے تابعین اور تبع تابعین کے لبادے اوڑھ اوڑھ کر ایسے متعدد عقیدے' اور اعمال' دینی حیثیت کے نئے نئے پیدا کرکے ان کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرکے ممالک اسلامیہ کے اطراف و اکناف میں پھیلائے اور اس کے ماتحت یہ عقیدہ لوگوں کے دلوں میں پیدا کرنے کی کوشش کی کہ قرآن کریم سے باہر بھی بعض دینی احکام ہیں۔ عقائد و عبادات کی قسم کے بھی اور اصول اخلاق و معاملات کی قسم کے بھی۔۔۔ اور پھر روایت پرستی کا شوق اس قدر عوام میں بھڑکایا کہ عوام تو درکنار خواص بھی اس متعدی مرض میں مبتلا ہوکر رہ گئے۔ یہاں تک کہ روایت پرستی رفتہ رفتہ مستقل دین بن کر رہ گئی اور قرآن کریم جو اصل دین تھا اس کو روایتوں کا تابع ہوکر رہنا پڑا۔ اس کے بعد یہ سوال بھی کسی کے ذہن میں نہ آیا کہ قرآن کریم ایک مکمل کتاب ہے بھی یا نہیں؟ لہٰذا جس مسئلے کا قرآن میں کوئی تذکرہ نہ ہو وہ عقائد اور ایمانیات کا مسئلہ ہرگز نہیں بن سکتا اور اسی وجہ سے وہ مدار کفر و ایمان نہیں ہوسکتا۔ نزول مسیح کی تردید میں ہر زمانے میں علماء اسلام نے قلم اٹھایا ہے' اور کوشش کی ہے کہ اس موضوع عقیدہ سے مسلمان نجات پائیں' ان میں علامہ ابن حزمؒ اور ابن علامہ تیمیہؒ جیسے جید علماء سرفہرست ہیں"۔

اس اقتباس کی تنقیح کی جائے تو آنجناب کا دعویٰ درج ذیل نکات میں پیش کیا جاسکتا ہے:

۱۔ آنحضرت ﷺ چونکہ قرآن کی ہدایت پر عمل پیرا ہونے کے پابند تھے اس لئے آنحضرت ﷺ نے قرآن کریم کی ہدایت و تعلیمات کے احاطے سے باہر کبھی قدم نہیں رکھا' اور نہ قرآن کریم کے علاوہ کبھی کوئی دینی ہدایت جاری فرمائی۔

۲۔ قرآن کریم چونکہ بذات خود ایک مکمل کتاب ہے' تمام دینی ہدایات پر حاوی ہے' لہٰذا ہر دینی مسئلہ کے لئے قرآن کریم ہی سے رجوع کرنا لازم ہے' روایات کی طرف رجوع کرنا قرآن کریم کے "مکمل کتاب" ہونے کی نفی ہے۔۔۔

۳۔ مندرجہ بالا دونوں اصولوں سے دو باتیں ثابت ہوئیں:

اول یہ کہ جس مسئلہ کا ذکر قرآن میں نہ ہو وہ دین کا مسئلہ نہیں ہوسکتا ہے' نہ اس کو عقیدہ و ایمان کی حیثیت دی جاسکتی ہے' اور نہ اسے مدار کفر و ایمان بنایا جاسکتا ہے۔

دوم یہ کہ آنحضرت ﷺ کے ارشادات' دینی مسائل و عقائد کا مأخذ نہیں ہوسکتے' کیونکہ ان کو خود آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں بھی کبھی دینی حیثیت نہیں دی گئی' چہ جائیکہ بعد کے زمانے میں دی جاتی۔

۴۔ تابعین اور تبع تابعین کے دور میں منافقوں اور ملحدوں نے "احادیث" کے نام سے جھوٹی باتیں

خود گھڑ گھڑ کر آنحضرت ﷺ سے منسوب کردیں اور انہیں اسلامی ممالک کے کونے کونے میں پھیلادیا۔۔۔۔ رفتہ رفتہ ان جھوٹی روایات کو درجہ تقدس حاصل ہوگیا' اور مسلمانوں نے انہی خود تراشیدہ انسانی باتوں کو دین و ایمان بنالیا'گویا "قرآنی دین" کے مقابلہ میں یہ "روایاتی دین" قرآن کے محاذی ایک مستقل دین بن گیا۔۔۔۔ اور یوں منافقوں اور ملحدوں کی برپا کی ہوئی سازشی تحریک کامیابی سے ہمکنار ہوئی'

۵۔ یہ سازشی جال جو منافقوں اور ملحدوں نے امت کو قرآن کے اصل اسلام سے منحرف کرنے کے لئے پھیلایا تھا' صرف عوام کالانعام ہی اس کا شکار نہیں ہوئے' بلکہ خواص بھی اسی سازشی جال کے صید زبون بن کر رہ گئے۔ یہاں تک کہ ایک مخص کے بعد یہ سوال ہی کسی کے ذہن میں نہ آیا کہ قرآن کریم ایک مکمل کتاب ہے بھی یا نہیں"۔؟

۶۔ علمائے اسلام نے ہر زمانے میں "عقیدہ نزول مسیح" کی تردید کی اور اس کے خلاف قلمی جہاد کیا۔

۷۔ ان جید علماء میں حافظ ابن حزم" اور ابن تیمیہ" سرفہرست ہیں' جنہوں نے "عقیدہ نزول مسیح" کو غلط قرار دیا۔

آنجناب کا مقصد و مدعا مندرجہ بالا نکات میں ضبط کرنے کے بعد اب اجازت چاہوں گا کہ ان کے بارے میں اپنی معروضات پیش کروں۔ لیکن پہلے یہ وضاحت کردینا چاہتا ہوں کہ میرا مدعا مناظرانہ رد و قدح نہیں' بلکہ جس طرح آپ نے بے تکلف اپنا عندیہ پیش کیا ہے' چاہتا ہوں کہ میں بھی بے تکلف اپنا عندیہ آپ کی خدمت میں پیش کردوں' اگر اس کوتاہ قلم سے کوئی بات صحیح نکل جائے اور عقل خدا داد اس کی تائید و توثیق کرے تو قبول کرنے سے عار نہ کی جائے' اور اگر کوئی غلط بات لکھ دوں تو اس کی تصحیح فرماکر ممنون فرمایئے۔ ان ارید الا الاصلاح مااستطعت وما توفیقی الا باللّٰہ علیہ توکلت والیہ انیب

تنقیح اول

۱۔ آنجناب کا ارشاد بالکل صحیح ہے کہ آنحضرت ﷺ ساری عمر قرآن کریم کی ہدایات کے پابند رہے' اور آپ ﷺ کا قدم مبارک کبھی قرآن کریم کی ہدایات کے حصار سے باہر نہیں نکلا۔ چنانچہ جب سعد بن ہشام نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ مجھے آنحضرت ﷺ کے اخلاق کے بارے میں بتایئے' تو جواب میں فرمایا کہ کیا تم قرآن نہیں پڑھتے' عرض کیا' پڑھتا ہوں' فرمایا' آنحضرت ﷺ کا اخلاق قرآن تھا۔

یا ام المومنین! انبیئنی عن خلق رسول اللّٰہ ﷺ: قالت: الست تقرا القرآن؟ قلت: بلیٰ' قالت: فان خلق نبی اللّٰہ ﷺ کان القرآن۔

(صحیح مسلم ص۲۵۶ ج۱)

امام نوویؒ شارح مسلم حضرت ام المومنینؓ کے اسی فقرہ کی تشریح میں فرماتے ہیں:

" معناہ العمل بہ والوقوف عند حدودہ والتادب بآدابہ والاعتبار بامثالہ وقصصہ وتدبرہ' وحسن تلاوتہ"

ترجمہ۔ "اس سے مراد ہے قرآن کریم پر عمل کرنا' اس کے حدود کے پاس ٹھہرنا' اس کے آداب کے ساتھ متادب ہونا' اس کی بیان کردہ مثالوں اور قصوں سے عبرت پکڑنا' اس میں تدبر کرنا' اور بہترین انداز میں اس کی تلاوت کرنا"۔

الغرض آنحضرت ﷺ کا ہر قول و فعل' ہر حال و قال' ہر طور و طریق اور ہر خلق و طرز عمل قرآن کریم کے مطابق تھا۔ آنحضرت ﷺ کی حیات مقدسہ مکمل طور پر قرآن کریم میں ڈھلی ہوئی تھی' اور قرآن کریم گویا عملی طور پر آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ میں متشکل تھا۔ اگر آنجناب کی یہی مراد ہے تو یہ ناکارہ آنجناب کی اس رائے سے سوفیصد متفق ہے۔ فنعم الوفاق وحبذا الاتفاق۔

۲۔ اسی کے ساتھ یہ حقیقت بھی ناقابل فراموش ہے کہ فہم قرآن کی دولت میں سبھی لوگ یکساں نہیں' قرآن کریم کو مومن بھی پڑھتا ہے اور منافق بھی' خوش عقیدہ بھی اور بد عقیدہ بھی' ایک ایسا شخص بھی جو قرآن فہمی کے لئے اردو انگریزی ترجموں کی بیساکھیوں کا محتاج ہے' اور ایک قرآن کریم کی زبان کا ماہر اور لغت عربی کا امام بھی۔۔۔ مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ ان سب کا فہم قرآن یکساں ہے۔ ایک مومن بھی قرآن سے بس اتنی ہی بات سمجھتا ہے جتنی کہ ایک بددین منافق۔ اور ایک راسخ فی العلم بھی قرآن کریم کا بس اتنا ہی مطلب سمجھ سکتا ہے جتنا کہ ایک جاہل۔

الغرض فہم قرآن میں لوگوں کے ذہن و ادراک کا مختلف ہونا ایک ایسی بدیہی حقیقت ہے جس کو جھٹلانا اپنی عقل و دانش اور حس و مشاہدہ کو جھٹلانا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ ایک کتاب کے پڑھنے میں ایک جماعت شریک ہے۔ استاذ ان کے سامنے کتاب کے مطالب کی تشریح کرتا ہے۔ ذہین طالب علم فوراً سمجھ جاتے ہیں اور بعض غبی اور کند ذہن طالب علم کئی بار کی تقریر کے بعد بھی پورا مطلب نہیں سمجھ پاتے۔ جب ایک عام کتاب' جو انسانوں ہی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے' اس کے سمجھنے میں لوگوں کے ذہن کا اختلاف اس قدر واضح ہے تو کلام رب العالمین کے اشاروں کو سمجھنے میں لوگوں کے ذہنی تفاوت کا کیا عالم ہوگا؟

۳۔ قرآن کریم کے فہم و ادراک میں لوگوں کی ذہنی سطح کا مختلف ہونا' اس کی ایک خاص وجہ یہ ہے کہ قرآن کریم کلام الٰہی ہے' اور اس کے معانی و مطالب اسی قلب و ذہن میں جلوہ گر ہوتے ہیں جس کا دل نور ایمان سے منور اور کفر و شرک اور بدعات و خواہشات کی ظلمتوں سے پاک ہو' ایک کافر اور بدعتی پر قرآن کریم کا فہم حرام ہے۔ اسی طرح قرآن فہمی کے لئے ضروری ہے کہ قلب اپنی نفسانی خواہشات و اعراض سے پاک ہو' اور آدمی ظاہرو

باطن کے اعتبار سے حق تعالیٰ شانہ' کے ارشادات کے سامنے سرنگوں ہو' اس کے دل میں حق تعالیٰ شانہ' کی عظمت اور بندہ کی بے چارگی و بے مائیگی کا سمندر موجزن ہو' جو شخص اپنی جبلی عادات' اپنی نفسانی خواہشات' اپنے مخصوص اغراض کے خول سے باہر نہ نکلا وہ قرآن فہمی کی لذت سے کبھی آشنا نہیں ہو سکتا' اسی طرح جس شخص کا قلب کبرو نخوت' عجب و خود پسندی اور اخلاق رذیلہ کے حصار میں بند ہو اس کا طائر فہم قرآن کریم کی رفعتوں تک کبھی پرواز نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔ علمائے امت نے قرآن فہمی کی شرائط کو بڑی تفصیل سے قلمبند فرمایا ہے' مگر میں نے دو تین باتوں کی طرف اشارہ کیا ہے' یہ امور جو قرآن فہمی سے مانع ہیں ان میں لوگوں کے احوال چونکہ مختلف ہیں اس لئے قرآن کریم کے مطالب عالیہ تک ان کے فہم کی رسائی کا مختلف ہونا بالکل واضح ہے۔

۴۔ اور فہم قرآن میں یہ اختلاف تو ہم لوگوں کے اعتبار سے ہے۔ اگر عام افراد امت کا مقابلہ صحابہ کرامؓ سے کیا جائے تو اندازہ ہو گا کہ عام لوگوں کے فہم قرآن کو حضرات صحابہ کرامؓ کے فہم سے وہ نسبت بھی نہیں' جو ذرہ کو آفتاب سے ہو سکتی ہے۔

چراغ مردہ کجا و آفتاب کجا
بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تابہ کجا

صحابہ کرامؓ تنزیل قرآن کے عینی شاہد تھے' انہوں نے آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے براہ راست اس کا سماع کیا تھا۔ انہیں یہ معلوم تھا کہ فلاں آیت کس موقع پر نازل ہوئی' کس سیاق و سباق میں نازل ہوئی اور اس کے ذریعہ کن لوگوں کے کس عمل کی اصلاح کی گئی۔ پھر ان کے قلوب صافیہ آنحضرت ﷺ کے فیضان صحبت کی برکت سے رشک آئینہ تھے' اور ان کے لیل و نہار کو دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ گویا پاکباز فرشتوں کا لشکر زمین پر اتر آیا ہے۔ پھر قرآن کریم خود ان کی زبان اور لغت میں نازل ہوا تھا' انہیں نہ صرف و نحو اور بلاغت کے قواعد سیکھنے کی ضرورت تھی' نہ الفاظ قرآن کریم کے مفہوم و معنی سمجھنے کے لئے قاموس' لسان العرب اور لغات القرآن کھولنے کی ضرورت تھی۔ الغرض ان میں اور ہم میں وہی فرق تھا جو دید و شنید میں ہوتا ہے۔ ان کے لئے فہم القرآن گویا "دید" تھا' اور ہمارے سامنے قرآن کے صرف الفاظ و نقوش ہیں اور فہم قرآن کا پورا منظر نظروں سے غائب ہے۔

غور کیا جا سکتا ہے کہ بعد کے لوگوں کا فہم قرآن' صحابہ کرامؓ کے فہم کے ہم سنگ کیونکر ہو سکتا ہے۔

اور پھر صحابہ کرامؓ کی جماعت میں بھی تفاوت موجود تھا۔ ان میں سے بعض اکابر نہایت عالی فہم تھے' جو صحابہ کرامؓ کے لئے بھی اور بعد کی پوری امت کے لئے بھی فہم قرآن کا مرجع تھے' اور انہیں فہم قرآن میں امامت کبریٰ کا درجہ حاصل تھا' مثلاً" حضرات خلفائے راشدین' عبد اللہ ابن مسعود' ابی بن کعب' عبد اللہ ابن عباس ترجمان القرآن (رضی اللہ عنہم)۔

واللہ الذی لا الہ غیرہ ما نزلت آیۃ من کتاب اللہ الا وانا اعلم فیمن نزلت واین نزلت؟ ولو اعلم مکان احد اعلم بکتاب اللہ منی تنالہ المطایا لاتیتہ'
(الاتقان: النوع الثمانون)

ترجمہ: "اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں! قرآن کریم کی ہر آیت کے بارے میں مجھے معلوم ہے کہ یہ کس کے بارے میں نازل ہوئی اور کہاں نازل ہوئی؟ اور اگر مجھے یہ علم ہو جاتا کہ اس وقت دنیا میں کوئی ایسا شخص بھی موجود ہے جو مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کا علم رکھتا ہے تو میں اس کی خدمت میں ضرور حاضر ہوتا' بشرطیکہ سواری کا اس تک پہنچنا ممکن ہو"۔

۵۔ اور فہم قرآن کا آخری درجہ۔ جس سے بالا تر کوئی درجہ عالم امکان میں متصور نہیں۔ آنحضرت ﷺ کو حاصل ہے' کیونکہ صاحب کلام جل شانہ' براہ راست آپ ﷺ کے معلم ہیں۔ آپ ﷺ نے قرآن کریم کا علم خود حق تعالیٰ شانہ' سے حاصل کیا ہے' ادھر آنحضرت ﷺ کی علو استعداد کا یہ عالم کہ حق تعالیٰ شانہ' نے آپ ﷺ کو تمام عیوب و نقائص سے پاک پیدا فرمایا۔ جیسا کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے عرض کیا:

واحسن منک لم تر قط عینی
واجمل منک لم تلد النساء
خلقت مبرا" من کل عیب
کانک قد خلقت کما تشاء

ترجمہ: اور آپ ﷺ سے زیادہ صاحب جمال کسی ماں نے کوئی بچہ نہیں جنا۔

آپ ﷺ ہر عیب سے پاک اور مبرا پیدا کئے گئے ہیں۔

گویا جیسا آپ ﷺ چاہتے تھے ویسے پیدا کئے گئے۔

پھر حق تعالیٰ شانہ' نے پوری کائنات میں سے نبوت و رسالت اور ختم نبوت کے لئے آپ ﷺ کا انتخاب فرمایا۔

آپ ﷺ کا وجود مبارک مرکز ایمان و اہل ایمان ہے' قلب مبارک تجلیات الٰہیہ سے رشک شعلہ صد طور ہے' سینہ مبارک اسرار الٰہیہ کا امین اور علوم ربانیہ کا سرچشمہ ہے' علوم الاولین والآخرین کا بحر بے کراں آپ ﷺ کی قوت قدسیہ میں ودیعت ہے' وجود مبارک کو دنیا کی آلائشوں' خواہشوں اور بشری چاہتوں سے پاک و صاف کر دیا گیا ہے' دل و دماغ اور زبان پر عصمت کا پہرہ بٹھا دیا گیا تاکہ غبار بشریت کا کوئی شائبہ بھی دامن رسالت کو آلودہ نہ کر سکے' گوش مبارک غیب سے پیام سروش سن رہے ہیں' چشمان مبارک جنت و دوزخ' قبر و حشر وغیرہ کا مشاہدہ کر رہی ہیں' آسمان سے فرشتے

نازل ہو کر مناجات کی سعادت حاصل کرتے ہیں، جبرئیل و میکائیل وزیر و مشیر ہیں، ابوبکرؓ و عمرؓ مصاحب و ہمدم ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے قدسی صفات مجمع میں سیادت و قیادت کا تاج فرق اقدس پر سجایا جاتا ہے۔ اور آپ ﷺ کو امام الانبیاء کے منصب پر فائز کیا جاتا ہے۔ کیا کسی فرد بشر کے لئے ممکن ہے کہ آپ ﷺ کی علو استعداد، عبدیت و خشیت، حسن و جمال، جاہ و جلال، عزت و رفعت، طہارت و نزاہت اور آپ ﷺ کے ہمہ جہتی کمالات کا ادراک کرسکے؟ کلا و رب الکعبة

۶۔ اور جب یہ معلوم ہوا کہ قرآن کریم کے معلم اول خود حق تعالیٰ شانہ' ہیں اور متعلم اول خود حامل قرآن ﷺ ہیں تو اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے قرآن کریم کے لطیف اشاروں کو جیسا سمجھا ناممکن تھا کہ کوئی دوسرا ایسا سمجھ سکے، مثلاً:

قرآن کریم نے اقامت صلوٰۃ کا حکم فرمایا۔ اور آنحضرت ﷺ نے اپنے قول و فعل سے اس کی تشریح اس طرح فرمائی کہ نہ صرف "اقامت صلوٰۃ" کا مجسم نمونہ امت کے سامنے آگیا، بلکہ نماز کے شرائط و ارکان، آداب و اوقات، تعداد رکعات، فرائض و نوافل اور حضور مع اللہ کی کیفیت وغیرہ کی تفصیلات بھی معلوم ہوگئیں۔ کیا کسی دوسرے کے لئے ممکن ہے کہ قرآن کریم کے مختصر سے اشارہ "اقیموا الصلوٰۃ" کی ایسی شرح و تفصیل بیان کرسکے؟

قرآن کریم نے مسلمانوں کو "ایتائے زکوٰۃ" کا حکم فرمایا، آنحضرت ﷺ نے اس حکم خداوندی کی پوری شرح و تفصیل بیان فرمادی کہ کن کن مالوں پر زکوٰۃ ہے؟ کتنے وقفہ کے بعد زکوٰۃ فرض ہے؟ مال کی کتنی مقدار پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے؟ اور زکوٰۃ کی مقدار واجب کس مال میں کتنی ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ اگر حامل قرآن ﷺ بہ تعلیم خداوندی ان امور کی تفصیل بیان نہ فرماتے تو کیا کسی کے لئے ممکن تھا کہ اس حکم کی تشریح منشائے الٰہی کے مطابق کرسکتا؟

قرآن کریم نے "کتب علیکم الصیام" میں مسلمانوں کو روزے رکھنے کا حکم فرمایا۔ آنحضرت ﷺ نے اس حکم خداوندی کی ایسی تفصیلات بیان فرمائیں جو آپ ﷺ کے سوا کسی کے احاطہ علم و ادراک میں ہرگز نہیں آسکتی تھیں، خواہ وہ کیسا ہی علامہ و فہامہ اور ماہر لسان عرب ہوتا۔

قرآن کریم نے "واتموا الحج والعمرة لله" کا حکم فرمایا۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے قول و عمل سے اس حکم خداوندی کی ایسی تشریح فرمائی کہ پوری کتاب الحج تیار ہوگئی۔ کیا آنحضرت ﷺ کے سوا کسی کے لئے ممکن تھا کہ ان تفصیلات کا ادراک کرسکتا؟

قرآن کریم نے قیامت کا ذکر کرتے ہوئے ایک مختصر سا اشارہ فرمایا "فقد جاء اشراطها" آنحضرت ﷺ نے نور نبوت اور تعلیم الٰہی کی روشنی میں ان چھوٹے بڑے واقعات کو ذکر فرمایا جو قیامت سے قبل رونما ہوں گے۔ اور جو مسلمانوں میں "علامات صغریٰ" اور "علامات کبریٰ" کے عنوان سے مشہور و معروف ہیں۔ کیا کسی کے لئے ممکن تھا کہ مستقبل کے ان واقعات کو ٹھیک ٹھیک منشائے الٰہی کے مطابق بیان کرتا؟

اس ناکارہ نے یہ چند مثالیں عرض کردی ہیں۔ ورنہ اہل نظر جانتے ہیں کہ اسلام کے تمام اصول و فروع کا معدن و منبع قرآن کریم ہی ہے۔ مگر قرآن کریم کے ان اشاروں کو سمجھنے کے لئے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی چشم بصیرت، نور نبوت اور وحی خداوندی کے ذریعہ تعلیم درکار ہے، حضرت امام شافعیؒ کا یہ ارشاد بہت سے اکابر نے نقل کیا ہے کہ:

کل ماحکم به رسول الله ﷺ فهو مما فهمه من القرآن۔ (تفسیر ابن کثیر ص۴ ج۱)

ترجمہ: "آنحضرت ﷺ نے جو حکم بھی فرمایا وہ قرآن کریم ہی سے سمجھ کر فرمایا ہے"۔

یعنی آنحضرت ﷺ کا ہر قول و فعل اور ہر حکم اور فیصلہ قرآن کریم ہی سے ماخوذ ہے۔

۷۔ حق تعالیٰ شانہ' نے آنحضرت ﷺ کو تو خود بلاواسطہ قرآن کریم کی تعلیم دی اور امت کے لئے یہ انتظام فرمایا کہ قرآن کریم کے اولین مخاطب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے، ان کی تعلیم و تربیت کے لئے ہادی اعظم آنحضرت ﷺ کو مرشد و مربی اور معلم و اتالیق مقرر فرمایا، چنانچہ ارشاد ہے:

لقد من الله علی المؤمنین اذ بعث فیهم رسولا من انفسهم یتلوا علیهم آیته ویزکیهم و یعلمهم الکتاب والحکمه وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین (آل عمران:۱۶۴)

ترجمہ: "حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان کیا جب کہ ان میں انہی کی جنس سے ایک ایسے پیغمبر کو بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں اور ان لوگوں کی صفائی کرتے رہتے ہیں اور کتاب اور فہم کی باتیں بتلاتے رہتے ہیں، اور بالیقین یہ لوگ قبل سے صریح غلطی میں تھے"۔

(اس مضمون میں آیات کا ترجمہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ سے نقل کیا گیا ہے۔)

یہ مضمون قرآن کریم میں چار جگہ پر آیا ہے، البقرہ:۱۲۹، ۱۵۱، آل عمران:۱۶۴، الجمعہ:۲۔

اس ارشاد خداوندی میں، جسے قرآن کریم میں چار بار دہرایا گیا ہے ہمارے لئے چند امور بطور خاص توجہ طلب ہیں:

اول: آیت شریفہ میں حق تعالیٰ شانہ' نے آنحضرت ﷺ کے چار فرائض نبوت ذکر فرمائے ہیں:

۱۔ لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کی آیات ک،

تلاوت کرنا۔

۲۔ان کو کتاب اللہ کی تعلیم دینا۔

۳۔حکمت کی تعلیم دینا۔

۴۔اور اخلاق رذیلہ سے ان کا تزکیہ کرنا اور ان کو پاک کرنا۔

دوم: آیت شریفہ میں آنحضرت ﷺ کی بعثت کو معرض امتنان میں ذکر فرماکر ان فرائض چہار گانہ کا ذکر کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری نہ ہوتی تو امت ان چاروں چیزوں سے محروم رہتی۔ نہ ان کو آیات قرآنی کے الفاظ معلوم ہوتے' نہ کتاب الٰہی کے صحیح معنی و مفہوم اور مراد خداوندی کا ان کو علم ہوتا' نہ حکمت و دانش کی ان کو خبر ہوتی' اور نہ ان کے قلوب و ابدان کا تزکیہ ہوتا۔ یہ ساری چیزیں انہیں آنحضرت ﷺ کے دم قدم سے میسر آئی ہیں۔فللّٰہ الحمد والمنۃ

سوم: آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی کتاب سے اللہ تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق جو مطالب سمجھے' اور ان کی اپنے قول و عمل سے جو تشریح و تفصیل فرمائی (جس کو اوپر نکتہ ششم میں ذکر کرچکا ہوں) اسی کو آیت شریفہ میں لفظ "حکمت" کے ساتھ تعبیر فرمایا ہے۔ گویا آنحضرت ﷺ کو دو چیزیں عطا فرمائی گئی تھیں ایک قرآن دوسری قرآن کریم کی وہ تعلیمات جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو الہام والقا فرمائیں' اور آنحضرت ﷺ کو ان دونوں کی تعلیم پر مامور فرمایا گیا۔

چہارم: صحابہ کرامؓ جیسا کہ پہلے عرض کرچکا ہوں' قرآن کریم کی زبان سے واقف تھے' بلکہ کہنا چاہئے کہ قرآن انہی کی زبان میں نازل ہوا تھا' اس کے باوجود وہ صاحب قرآن ﷺ کی تعلیم کے محتاج تھے' اور اگر آنحضرت ﷺ ان کو قرآن کریم کے مطالب کی تشریح و تفصیل تعلیم نہ فرماتے تو وہ اپنی عقل و فہم اور زبان دانی کے زور سے ہرگز ان مطالب تک رسائی حاصل نہ کرسکتے۔ جب صحابہ کرامؓ کا یہ حال ہے تو بعد کے لوگ آنحضرت ﷺ کی ان تعلیمات کے کس قدر محتاج ہوں گے؟ اس کا اندازہ کچھ مشکل نہیں' اس سے معلوم ہوا کہ قرآن فہمی کے لئے اگر صحابہ کرامؓ آنحضرت ﷺ کی تعلیم و تربیت کے محتاج ہیں تو بعد کی امت فہم قرآن میں صحابہؓ سے بڑھ کر ان تعلیمات نبوت اور حکمت آسمانی کی محتاج ہے جس نے صحابہ کرامؓ کے قلوب کو منور فرمایا۔

پنجم: اور جب یہ ثابت ہوا کہ بعد کی امت بھی آنحضرت ﷺ کی تعلیمات کی اسی طرح محتاج ہے' جس طرح صحابہ کرامؓ تھے تو لازم ہوا کہ رہتی دنیا تک تعلیمات نبویہ ﷺ بھی محفوظ رہیں' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان علوم نبوت کی بقا کا یہ انتظام فرمایا کہ امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے بقول ہر دور ہر زمانے میں جماعتوں کی جماعتوں کو مختلف شعبوں کی صیانت و حفاظت اور خدمت کے لئے مقرر فرمادیا' اور یہ سلسلہ آنحضرت ﷺ کے وقت سے آج تک قرناً بعد قرن اور نسلاً بعد نسل مسلسل چلا آرہا ہے' جس میں کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی انقطاع نہیں ہوا۔

○=== ایک جماعت ان مجاہدوں اور غازیوں کی جنہوں نے میدان کارزار میں جرأت و بسالت اور مردانگی کے جوہر دکھائے اور اپنی جان پر کھیل کر اسلامی حدوں کی حفاظت فرمائی۔

○=== بعض حضرات نے کتاب اللہ کے الفاظ کی حفاظت و خدمت کو اپنا وظیفہ زندگی بنالیا' انہوں نے کلام الٰہی کی ترتیل و تجوید' حروف کے مخارج و صفات اور ان کے طریقہ ادا کو محفوظ رکھا' اپنی پوری زندگی قرآن کریم کی تلاوت و قرأت' ترتیل و تجوید اور اس کی تحفیظ میں صرف فرمادی' اور قرآن کریم کے الفاظ کی حفاظت کا ایسا شاندار ریکارڈ قائم کیا جس کی نظیر کسی قوم میں نہیں ملتی۔ یہ حضرات قراء و حفاظ کی جماعت ہے۔

○=== بعض حضرات نے دینی مسائل کی تنقیح و تخریج کو اپنا مقصد حیات بنالیا' اور انہوں نے شرعی مسائل میں امت کی راہنمائی کا فریضہ انجام دیا۔ یہ حضرات فقہاء اور اہل فتویٰ کی جماعت ہے۔

بعض حضرات نے آنحضرت ﷺ کے ارشادات اور کلمات طیبات کی حفاظت و صیانت کا فریضہ اپنے ذمہ لے لیا اور ہر حدیث کی تنقیح کرکے' صحیح و ضعیف اور مقبول و مردود میں اس طرح تمیز کردی کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ کردیا۔ یہ حضرات محدثین کی جماعت ہے۔

○== بعض حضرات نے کتاب الٰہی کی تشریح و تفسیر کا منصب سنبھالا۔ اور کتاب اللہ کے مطالب امت کے سامنے پیش فرمائے۔ یہ حضرات مفسرین کی جماعت ہے۔

○=== بعض حضرات نے ملحدین و منافقین اور اہل باطل کے پھیلائے ہوئے شکوک و شبہات کا تحقیقی والزامی دلائل سے ازالہ کیا' اور امت کے لئے ان کانٹوں سے صراط مستقیم کا رستہ صاف کیا۔ یہ حضرات متکلمین کی جماعت ہے۔

○=== بعض حضرات نے اپنے انفاس طیبات سے امت کے دلوں کو مزکی و مصفیٰ کیا' اور ان کے دلوں کے زنگ دور کرکے ان کو یاد الٰہی سے معمور کیا

دورباش افکار باطل! دورباش اغیار دل!
سج رہا ہے شاہ خوباں کے لئے دربار دل

یہ حضرات اہل قلوب صوفیاء کی جماعت ہے۔

○=== بعض حضرات نے وعظ و تذکیر اور دعوت و تبلیغ کے ذریعہ سوتے ہوؤں کو جگایا' غافلوں کو ہوشیار کیا' ان کی تاثیر وعظ سے امت کا قافلہ رواں دواں رہا۔

الغرض حق تعالیٰ شانہ' نے اپنے تکوینی نظام کے ذریعہ دین اور اس کے تمام شعبوں کی حفاظت کا ایسا

انتظام فرمایا کہ دین کا چشمہ صافی نہ کبھی گدلا ہوا نہ ہوگا' اس طرح اللہ کے بندوں پر اللہ کی حجت پوری ہوئی' اور انشاء اللہ جب تک دنیا میں قرآن کریم باقی ہے اس کے یہ خدام بھی تا قیامت قائم و دائم رہیں گے۔ یہ سلسلہ نہ کبھی ایک لمحہ کے لئے منقطع ہوا' نہ ہوگا۔

حضرت امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے قصیدہ "اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم ﷺ" کی نویں فصل میں اس مضمون کو نظم کیا گیا ہے جس کا خلاصہ میں نے اوپر ذکر کیا' مناسب ہوگا کہ بطور تبرک حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے یہ اشعار یہاں نقل کردیئے جائیں۔

وایدین اللہ فی کل دورۃ
عصائب تتلوا مثلھا من عصائب
فمنھم رجال یدفعون عدوھم
بسمر القنا والمرھفات القواضب
ومنھم رجال یغلبون عدوھم
باقوی دلیل مفحم للمغاضب
ومنھم رجال بینوا شرح ربنا
وما کان فیہ من حرام و واجب
ومنھم رجال یدرسن کتابہ
بتجوید ترتیل و حفظ مراتب
ومنھم رجال فسروہ بعلمھم
وھم علمونا ما بہ من غرائب
ومنھم رجال بالحدیث تولعوا
وما کان منہ من صحیح و ذاھب
منھم رجال مخلصون لربھم
بانفاسھم خصب البلاد الاجادب
ومنھم رجال یھتدی بعظاتھم
قیام الی دین من اللہ واصب
علی اللہ رب الناس حسن جزائھم
بما لا یوافی عدہ ذھن حاسب

ترجمہ: ۱۔ اور ہر دور میں اللہ کے دین کی تائید ایسی جماعتوں نے کی کہ ان کے بعد لگاتار ویسی ہی جماعتیں آتی رہیں۔

۲۔ چنانچہ کچھ حضرات وہ ہیں جو گندم گوں نیزوں اور کاٹنے والی تیز تلواروں کے ذریعہ دشمنوں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ یہ مجاہدین کی جماعت ہے۔

۳۔ کچھ حضرات ایسے ہیں جو اپنے دشمن پر غالب آتے ہیں اور قوی ترین دلائل کے ذریعہ معاندین کا منہ بند کردیتے ہیں۔ یہ متکلمین اسلام کی جماعت ہے۔

۴۔ کچھ حضرات وہ ہیں جنہوں نے ہمارے سامنے ہمارے رب کی شریعت کو بیان فرمایا۔ اور اس میں جو حرام اور واجب وغیرہ احکام شرعیہ ہیں ان کی شرح و توضیح فرمائی۔ یہ حضرات فقہائے امت اور ارباب فتویٰ کی جماعت ہے۔

۵۔ کچھ حضرات ہیں جو اللہ کی کتاب کی تدریس میں مشغول ہیں' عمدہ ترتیل اور حفظ و مراتب کے ساتھ۔ یعنی حروف کے مخارج وصفات اور طریقہ ادا کی رعایت کے ساتھ۔ یہ حضرات قراء کی جماعت ہے۔

۶۔ کچھ حضرات وہ ہیں جنہوں نے اپنے علم سے کتاب الٰہی کی تفسیر فرمائی' اور قرآن کریم میں جو عجیب وغریب لطائف و نکات ہیں ہمیں ان کی تعلیم دی' یہ حضرات مفسرین ہیں۔

۷۔ کچھ حضرات حدیث نبوی ﷺ کے عاشق ہیں' اور انہوں نے صحیح و ضعیف احادیث کو چھانٹ کر رکھ دیا' یہ حضرات محدثین کی جماعت ہے۔

۸۔ کچھ حضرات وہ ہیں جو اپنے رب کی عبادت میں اخلاص کا اہتمام کرنے والے ہیں' انہی کے دم قدم سے خشک علاقوں میں سرسبزی و شادابی ہے۔ یہ حضرات صوفیائے صافیہ کی جماعت ہے۔

۹۔ اور کچھ حضرات ہیں جن کے وعظ و نصیحت اور دعوت و تبلیغ سے انسانوں کے گروہ در گروہ اللہ تعالیٰ کے دین حق کی طرف۔۔۔۔ جو قائم و دائم ہے۔۔۔۔ ہدایت پاتے ہیں۔ یہ حضرت مبلغین و واعظین کی جماعت ہے۔

۱۰۔ ان سب حضرات کی بہترین جزا اللہ تعالیٰ نے جو رب الناس ہے اپنے ذمہ لے رکھی ہے' اور قیامت کے دن ان حضرات کو ایسی جزا عطا فرمائیں گے کہ کسی حساب لگانے والے کا ذہن اس کا احاطہ نہیں کرسکتا۔

افسوس ہے کہ آنجناب کی پہلی تنقیح پر گفتگو طویل ہوگئی۔ ہر چند کہ میں نے قلم کو روک روک کر لکھنے کی کوشش کی۔ اور ہر نکتہ کے اطراف و جوانب کے پہلوؤں کو قلم انداز کرتا چلا گیا ہوں' اس کے باوجود گفتگو اندازے سے زیادہ طویل ہوگئی' مناسب ہوگا کہ ان معروضات کا خلاصہ عرض کردوں:

اللہ تعالیٰ نے ہمیں صرف قرآن ہی نہیں دیا' بلکہ قرآن کریم سے پہلے صاحب قرآن ﷺ عطا فرمائے' اور ان کے ذریعہ قرآن کریم عطا ہوا۔

حق تعالیٰ شانہ' نے آپ ﷺ کو الفاظ قرآن کریم کے معنی و مفہوم اور مراد خداوندی کی تعلیم بھی فرمائی۔ ثم ان علینا بیانہ (القیامہ) "پھر ہمارے ذمہ رہا اس قرآن کو بیان کرنا بھی"۔

حق تعالیٰ شانہ' نے نبی امی ﷺ کو معلم انسانیت بنایا' اور آپ ﷺ کے ذمہ چار وظائف رسالت مقرر فرمائے: ۱۔ تلاوت آیات' ۲۔ تعلیم کتاب' ۳۔ تعلیم حکمت' ۴۔ امت کا تزکیہ۔

آنحضرت ﷺ نے یہ وظائف نبوت ایسے نفیس طریقہ سے ادا فرمائے' جس کی کوئی مثال عالم امکان اور تاریخ انسانیت میں نہیں ملتی۔

آنحضرت ﷺ نے امت کو جو تعلیم اپنے قول عمل سے دی' اسی کا نام سنت و حدیث ہے' اور اس تعلیم نبوی ﷺ کے بغیر قرآن کریم کو مراد خداوندی کے مطابق سمجھنا ناممکن اور محال ہے۔

حق تعالیٰ شانہ' نے اس کا وعدہ فرمایا کہ قرآن کے

باقی صفحہ ۱۴ پر

بہترین ذائقے کی عظیم الشّان روایت
رُوح افزا
مشروبِ مشرق
مفرّح پھلوں، مؤثر جڑی بوٹیوں، صحت بخش سبزیوں
اور شاداب پھولوں سے تیار کیا جانے والا
حکمت و مہارت کا شاہ کار، رُوح افزا، جسم و جاں کو گرمی کی
شدّت سے محفوظ رکھتا ہے، تازگی اور توانائی بخشتا ہے۔
مخصوص و منفرد ذائقے اور بے مثال خواص کی
وجہ سے خوش ذوق شائقین کی اوّلین پسند رُوح افزا
- اس صدی کا سب سے بہتر مشروب
رُوحِ ثقافت
رُوح افزا
ADARTS - HRA - 1/94

مولانا عبدالقیوم حقانی

دینی مدارس کے خلاف حکمرانوں کے بیانات

ایک مستحکم منصوبہ بندی اور سوچی سمجھی سکیم کا حصہ ہیں

وزیر اعظم پاکستان نے ادیبوں اور دانشوروں کی بین الاقوامی کانفرنس کے افتتاحی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

"مغربی طاقتوں کے اصل ایجنٹ وہ نام نہاد مذہبی پیشوا ہیں جن کے ہاتھوں میں سی آئی اے کے پیسوں سے خریدی ہوئی بندوقیں اور جیبوں میں جہاد افغانستان کے نام پر اکٹھے کئے ہوئے عطیات ہیں۔ انگریزوں اور سی آئی اے نے مذہبی ٹولے کو خیرات اس لئے دی کہ انہیں کمیونزم سے لڑنے کے لئے کرائے کے سپاہی درکار تھے چونکہ یہ نام نہاد مذہبی پیشوا "لڑاؤ اور حکومت کرو" کی سیاست پر یقین رکھتے ہیں اس لئے مغربی طاقتوں نے اس مذہبی ٹولے کو عطیات، ہتھیار اور تربیت دی لیکن جونہی مغربی طاقتوں کی یہ جنگ افغانستان کی بنجر زمین پر ختم ہوئی اس مذہبی ٹولے کو ناکارہ کوڑے کرکٹ کی طرح زمین میں دفن کر دیا۔"

(روزنامہ خبریں یکم دسمبر ۱۹۹۵ء)

جب کہ اس سے قبل وزیر داخلہ نصیر اللہ خان بابر نے کہا:

" اسلامی یونیورسٹی دہشت گردوں کی پناہ گاہ ہے میرے اختیار میں ہو تو اسے بند کر دوں این جی اوز اور دینی مدرسے بھی تخریب کار استعمال کر رہے ہیں۔"

(روزنامہ جنگ ۲۱ نومبر ۱۹۹۵ء)

وزیر داخلہ ہوں یا وزیر اعظم کابینہ ہو یا حکومتی کارندے، الغرض جس طبقہ کے ہاتھ میں اس وقت ملک کی زمام کار ہے اس کی ذہنی ساخت اس کی تعلیم و تربیت اور اس کے ذاتی و سیاسی مصالح کا تقاضا ہے کہ اس ملک میں مغربی افکار و اقدار کو فروغ دیا جائے اور اس ملک کو بھی مغربی ممالک کے نقش قدم پر چلایا جائے اور جو دینی تصورات، قومی عادات، ضوابط حیات، قوانین و روایات، اسلامی تحریکات، دینی مدارس اور جامعات اس مقصد میں مزاحم ہوں ان میں ترمیم و تنسیخ کر دی جائے یا ان کو راستے سے ہٹا دیا جائے۔

چنانچہ حکمرانوں نے ملک و معاشرہ کو تدریجی طور پر اب عزم و فیصلہ اور ڈھیٹ بے حیائی بلکہ جرات کے ساتھ مغربیت کے سانچے میں ڈھال لینے کا قطعی عمل شروع کر دیا ہے۔

وزیر اعظم اور وزیر داخلہ کے یہ بیانات کوئی دیوانے کی بڑ نہیں اور نہ وزیر داخلہ کی ہدایات کسی فوجی دماغ کا شاخسانہ ہیں بلکہ اس وقت پاکستان کا سب سے بڑا اور حقیقی مسئلہ یہی ہے اور یہ مسئلہ نہ فرضی ہے اور نہ خیالی ہے بلکہ ایک سوچی سمجھی اسکیم اور پس منظر میں ایک مستحکم اور مضبوط منصوبہ بندی کے تحت مرحلہ وار پیش رفت سے گزارا جا رہا ہے جب کہ اس سفر کی متعدد کٹھن منزلیں پہلے سے طے کی جا چکی ہیں۔

دینی بے حسی کی فضا، قرب شاہ اور حکومتی وسائل و ثمرات سے استفادہ میں جذبہ مسابقت، بصیرت و تدبر اور خیر و شر میں تمیز کئے بغیر سیاست کاری اور ریا و نمود اس ملک یا سوسائٹی پر جبراً" قابض ہو چکے ہیں۔ مغربی تہذیب، عریاں ثقافت اور پر تعیش معیار زندگی کا عوام گرم جوشی کے ساتھ خیر مقدم کر رہے ہیں۔ دینی اقدار اور علوم و معارف دینیہ کے خلاف صحافی، ادیب، دانشور اور اہل فکر راستہ صاف کر رہے ہیں خیر و شر اور مفید و مضر میں تمیز کئے بغیر اس ملک کے باشندے فاقہ زدوں کی طرح مغربی عریاں فلموں اور مادر پدر آزاد ثقافت پر ٹوٹ پڑے ہیں ساری اخلاقی اور دینی قدریں فنا کر دی گئی ہیں، ملک کے رہنما اور ذمہ دار سیاستدان اور مذہبی زعما بھی اس صورت حال کے سامنے بے دست و پا اور مفلوج نظر آ رہے ہیں بظاہر ان کے ہاتھ سے اب زمام قیادت نکلتی نظر آ رہی ہے۔

ملک کی اندرونی کمزوریوں اور مغربی تہذیب کے نفوذ و استیلاء کی کیفیت اور پورے معاشرے پر اس کے مادی اور سیاسی اقتدار اور دینی مدارس کے بارے میں حکومت کے مذموم عزائم نے ملک کے ارباب دین و دانش کے سامنے اس مسئلہ کو نہایت روشن، سوالیہ نشان بنا کر کھڑا کر دیا ہے جس کا جواب سب نے دینا ہے اور اس واضح تکفل کے بغیر ملک کی گاڑی آگے نہیں بڑھ سکتی۔ یہ ذمہ داری اب آپ کی ہے اور بہی خواہان ملت کی کہ وہ دینی مدارس، اسلامی اقدار اور نبوی نظام تعلیم کے خلاف حکومتی یلغار اور وزیر اعظم اور وزیر داخلہ کے مسلسل بیانات

کے طومار کے بارے میں کیا رویہ اختیار کرتے ہیں دینی مدارس کے تحفظ' اسلامی معاشرت کے قیام' مغربی تہذیب کے سیلاب بلا کے لیے بند باندھنے اور سونث حکومت کے بے لگام وزیر داخلہ کو لگام دینے اور اس زمانہ کے قاہر تقاضوں سے عہدہ بر آہونے کے لیے کون سی راہ اختیار کرتے ہیں اور اس میں کس حد تک جذبہ جہاد' جوش ایمان' اور ذہانت و جرات کا ثبوت دیتے ہیں؟

اگر ارباب علم ودانش اور رہبران قوم وملت چشم و گوش بند کرکے موجودہ حالات میں حکومتی رویہ اور دینی مدارس کو درپیش زبردست چیلنج کو نظرانداز کردیتے ہیں یا اس کو یک قلم مسترد کرکے چین کی نیند سوجاتے ہیں اور اپنے جاہ و منصب اور حلقہ ارادت کی حدود کی دنیا سے باہر نکلنے پر کسی طرح بھی آمادہ نہیں ہوتے تو پھروہ بھی زیادہ دنوں تک اعتدال اور سکون کی زندگی نہیں گزار سکیں گے۔اس بے اعتمادی احساس کمتری اور روحانی کمزوریوں کے ساتھ کوئی قوم' کوئی گروہ اور کوئی فرد زیادہ دنوں تک اپنی انفرادیت باقی نہیں رکھ سکتا۔

وزیراعظم ہوں یا وزیر داخلہ یا حکومت مشینری کا کوئی کل پرزہ' گزشتہ چند ہفتوں سے انہیں دینی قوتوں' علماء اور دینی مدارس کے خلاف اقدامات اور مسلسل بیانات کا جو ہذیان ہوگیا ہے ان کی یہ باتیں کسی لاشعوری عالم یا سبقت لسانی اور جذباتی کیفیات کا نتیجہ ہرگز نہیں بلکہ حکمرانوں کو اپنے تمام اہداف کا قطعی علم ہے کہ وہ اپنے آقایان ولی نعمت کی کہہ چکی ہیں' انہیں پاکستان کی اجتماعی یکسوئی کو ختم کرنا ہے' انہیں ملک کو نظریاتی اساس سے یکسر محروم کرنا ہے' ہر ایسی پستی کو رواج دینا ہے جو قرض دینے والے یورپی ممالک اور امریکہ بہادر کو مرغوب ہو' اور اس کے ساتھ اولا" وقتا" فوقتا" اور اب کھل کر خم ٹھونک کر ملک کے تمام اسلامی تحریکات' دینی اقدار اور دینی مدارس کی عظمت' تقدس اور عظیم مساعی کو مسخ کرکے بلکہ ان کے مقدس وجود پر جارحانہ حملہ کرکے مغربی دنیا کے سامنے اپنی اہلیت پیش کرنی ہے اور تمام حدود کو پھاند کر وہ سارے کام کرڈالنے ہیں جن سے ان کی انا کو تسکین ہو' جوش انتقام ٹھنڈا ہو آقایان ولی نعمت کی خوشنودی حاصل ہو اور ملکی سالمیت کی کشتی ڈوب جائے۔

ہم بحالات موجودہ اس ملک کے تمام سیاسی عناصر سے' مذہبی رہنماؤں سے تمام سرکاری افسروں سے فوجی قیادت سے تمام بااثر طبقوں سے' تمام برسراقتدار حضرات سے۔ جناب صدر لغاری اور وزیراعظم بے نظیر سے کہتے ہیں کہ خدا اور رسول ﷺ کو مان کر ملت پر رحم کیجئے اسلامی تعلیمات اور قرآنی ہدایات کو دل و جان سے تسلیم کرکے یہاں ایک معقول منصفانہ نظام قائم کرنے کے اقدامات کیجئے اور موجودہ نظام پر اصرار کرنا چھوڑ دیں۔ علماء' دینی مدارس اور اسلامی مراکز کے خلاف بیان بازی اور کلوخ اندازی کا وطیرہ ترک کردیں' ورنہ ہم میں سے کوئی بھی اس کے برے نتائج سے نہ بچ سکے گا اور غلطیوں کا یہ چکر جس میں ہم پھنس گئے ہیں سب ہی کو لے ڈوبے گا۔

جو لوگ آج برسراقتدار ہیں اور اس لئے خوش ہیں کہ جو ظلم بھی ہو رہا ہے دوسروں پر ہو رہا ہے انہیں بھی یہ سوچنا چاہئے کہ ان کے اس امر کی کوئی ضمانت ہے کہ جس طرح وہ آج برسراقتدار ہیں کل ان کی بھی آل اولاد اسی طرح برسراقتدار رہے گی... اگر یہ ضمانت کسی کے پاس نہیں ہے تو ایک غیر منصفانہ نظام ملک کے اندر اس وجہ سے چلانا کہ اس وقت بے انصافی کرنے والے ہم ہیں اور اس بے انصافی کا نشانہ بننے والے دوسرے ہیں لہذا یہ بے انصافی یہاں چلتی رہنی چاہئے' بہت بڑی تنگ نظری ہے سخت عاقبت نااندیشی ہے خود اپنے حق میں اور اپنی آئندہ نسل کے حق میں کانٹے بونا ہے۔ یہاں انصاف ہوگا تو سب اس کا فائدہ اٹھائیں گے اور آپ کی نسل بھی اس سے بہرہ اندوز ہوگی اگر یہاں مروجہ بے انصافی کا نظام قائم رہے گا تو آج ظلم کرنے والے آپ ہیں اور اس ظلم کو جھکنے والے دوسرے ہیں کل آپ کی اولاد ظلم کو بھگتنے گی اور ظلم کرنے والے کچھ اور لوگ ہوں گے۔

دینی مدارس کے قیام اور استحکام سے امت کی دلچسپی اسی غرض سے ہے کہ یہاں بے انصافی کا نظام ختم ہو اور اس کی جگہ انصاف کا نظام لے۔ امید رکھنی چاہئے کہ جو لوگ بھی انصاف کے حامی ہیں اور اس ملک کی بھلائی چاہتے ہیں' وہ اس وقت بے تعلق تماشائی بن کر نہیں رہیں گے اور غیر جانبدار بننے میں بھی اپنی عافیت نہ سمجھیں گے بلکہ اس اسلامی انقلابی جدوجہد میں اپنی حد تک پورا حصہ لینے کی کوشش کریں گے جو اس مقصد کے لئے شروع کی گئی ہے تاکہ خدا نے اپنے فضل سے جو ملک ہمیں دیا ہے وہ بے انصافی کا نہیں بلکہ انصاف کا گہوارہ بنے۔ آج اگر اس کوشش میں ہم نے کوتاہی کی تو بعید نہیں کہ ہماری ہی آئندہ نسلیں ہمیں کوسیں۔

●●

بقیہ شبہات کا جواب

الفاظ ومعانی اور مرادات خداوندی کی قیامت تک حفاظت فرمائیں گے۔

وعدہ الٰہی ظہور پذیر ہوا اور آنحضرت ﷺ کے بعد ہر دور اور ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اس دین قیم کی خدمت کے لئے جماعتوں کو کھڑا کردیا' یہ سلسلہ جاری ہے اور تاقیامت جاری رہے گا۔

"کارخانہ حفاظت" جس کا انتظام حق تعالیٰ شانہ' نے بقائے دین کے لئے فرمایا' اس کے نتیجہ میں الحمد للہ "گلشن محمدی ﷺ" سدا بہار ہے' قرآن کریم کا ایک ایک حرف ہی نہیں' اس کا طریقہ ادا اور لب و لہجہ تک محفوظ ہے۔ اور معانی قرآن' جن کی تعلیم آنحضرت ﷺ نے باذن الٰہی اپنے قول و فعل سے دی' اس کا بھی پورے کا پورا ریکارڈ آج تک محفوظ ہے' اور انشاء اللہ قیامت تک محفوظ رہے گا۔

علامہ خالد محمود

اسلام کے تسلسلِ حیات اور حفظِ دین کی خصوصیّت اسنادی پہلو ہے

ہاں گروہ کہ از ساغر وفا مستند
سلام ما برسانید ہر کجا ہستند

جس قوم کا تہذیبی ورثہ لٹ جائے اور حال ماضی سے کٹ جائے' وہ قوم گو نام سے باقی رہے گی مگر حقیقت میں اس کی نبضیں خاموش ہوتی ہیں۔ وہ کسی دوسری قوم کے قالب میں جلوہ گر ہو تو یہ زندگی کی علامت نہیں۔ اپنی اصل کے لحاظ سے موت کی آغوش میں ہے۔

اسلام اگر ایک زندہ مذہب ہے تو تاریخ اسلام کے ہر دور میں اس کا زندہ رہنا ضروری ہے۔ زندگی تسلسل کے بغیر زندگی نہیں اور اس کے تمام دور آپس میں زنجیر کی کڑیوں کی طرح مربوط و منظم ہونے چاہئیں۔ اسلام تاریخ کے مختلف دوروں میں خواہ کسی پیمانے میں رہا اور ناسازگار حالات میں سے اسے کیسے ہی کیوں نہ گزرنا پڑا' اسلام کی شاہراہ حیات ہر دور میں موجود رہی اور اس پر کوئی زمانہ ایسا نہیں آیا کہ اس کی اساسی حیثیت کلیتہً "مٹ چکی ہو اور آئندہ پھر نئے سرے سے طلوع اسلام ہو۔

اسلام کی چودہ صدیوں میں ہر صدی میں کچھ ایسے لوگ ابھرتے رہے جنہوں نے اسلام کے اصول' عقائد اور اساس اعمال کو ہر قیمت پر زندہ رکھا اور اس کی تاریخ میں کوئی ایسا دور نہیں آیا جب قرآن کی تعبیر اور اسلام کی تصویر تماما" تحریف کی نذر ہو چکی ہوں' ورنہ اسلام ایک زندہ مذہب نہیں رہتا۔ پھر یہ ایک مجموعہ دساتیر ہے زندگی کا تسلسل نہیں۔

اللہ تعالٰی نے ہر زمانہ میں ایسے افراد پیدا کئے جن کی زندگی اظہار حق اور ابطال باطل کے لئے وقف رہی۔ ناسازگار حالات اور الحاد کی لہریں انہیں ایک انچ بھی شاہراہ عظیم سے نہ ہٹا سکیں۔ یہ پاک شخصیتیں گو علی الانفراد معصوم نہیں مگر ان کا مجموعی موقف ضرور معصوم رہا ہے۔ یہی اسباب کی وہ دنیا ہے جس کے ذریعے دین کی ابدی حفاظت ہوئی اور رب العزت کا یہ وعدہ پورا ہوتا آیا۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔

(پ ۱۴۔ سورۃ الحجر)

"بے شک ہم نے ہی قرآن اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔"

قرآن کریم نظم و معنی کے مجموعہ کا نام ہے۔ جہاں الفاظ کا یہ نظم نہیں وہ قرآن نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ محض ترجمہ قرآن کو قرآن نہیں کہہ سکتے کیونکہ وہاں الفاظ کی وہ نشست اور ترتیب نہیں رہی۔ اسی طرح اگر معانی کی تعبیر غلط ہو تو بھی قرآن محفوظ نہیں رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کی صحیح مرادات بتلانے والا طبقہ ہر دور میں موجود رہا۔ پس قرآن پاک کی وہی تعبیر صحیح ہے جس کا حال اس کے ماضی سے منقطع نہ ہو اور ہم صرف اسی تعبیر کو اختیار کر سکتے ہیں جو اسلام کے اسنادی پہلو سے کہیں نہ ٹکرائے۔ اسلام کے تسلسل حیات اور حفظ دین کی خصوصیت اس کا اسنادی پہلو ہے اور تاریخ کے ہر موڑ پر اسے تھامے رہنا اسلام کا ایک معجزہ ہے اسباب کی دنیا میں اس کا باعث وہ علمائے ربانی رہے ہیں جو آج سے لے کر نبی کریم ﷺ تک زنجیر کی کڑیوں کی طرح مربوط ہیں۔

یہ صحیح ہے کہ صحابہؓ کے بعد کوئی طبقہ بحیثیت طبقہ کے مقدس نہیں کہ پورے طبقہ کو پاک باطن اور بلا استثناء عدول کہا جائے لیکن پھر بھی اس امت کا کوئی قرن مسلموں' ہادیوں' مجددوں اور مقدسین سے خالی نہیں رہا اور ائمہ علوم' ائمہ ہدایت اور ائمہ کملات ظاہر و باطن کی کسی دور میں نفی نہیں ہوئی۔ ان وارثان نبوت میں کوئی طبقہ نسبت ایمان و احسان کا محافظ رہا کوئی نسبت احسان و عرفان کا کوئی الفاظ قرآن کا اور کوئی سنت صاحب قرآن کا اور یہ سب طبقے اپنے عصری تقاضوں کے ساتھ تاقیامت باقی رہیں گے۔ یہی اسلام کی زندگی ہے اور یہی اسلام کا تسلسل ہے۔

قرآن کریم کی ابدی حفاظت کا دائرہ الفاظ کتاب اور مطالب کتاب ہر دو کو محیط ہے جس طرح اس کے نقوش کتابیہ ہر تحریف لفظی سے محفوظ ہیں اس کے معانی و مطالب بھی ہر تحریف معنوی سے مصئون ہیں۔ الفاظ اور معانی و مطالب دونوں کی حفاظت ہوتی چلی آئی ہے۔

قرآن کریم کی اس ابدی حفاظت کا خود رب العزت نے تکفل فرمایا اور اس کے لئے جو اسباب پیدا کئے وہ امت کے اہل حق کے ذریعہ اس کے طرق حفاظت ہیں۔ جب بھی اسلام کے خلاف کفر و الحاد کی آندھی چلی رب العزت نے اس امت کے بہترین نفوس اس کے مقابلے میں کھڑے کر دیئے۔

ہر بزرگ نے اپنے مناسب حال کسی نہ کسی مورچے کو سنبھالا۔ اور ایسے بڑے مسلمانوں کا ایک قافلہ ہر دور میں باطل سے نبرد آزما رہا ہے۔ افراد کا کسی جزئی مسئلے میں کوئی اختلاف ہو تو ہو لیکن ان کی مجموعی کوششیں ہمیشہ معصوم رہی ہیں۔ یہ حضور خاتم المرسلین ﷺ کا معجزہ ہے کہ آپ ﷺ کا دین تاریخ کے ہر دور میں زندہ ہے۔ دسویں صدی ہجری کے مشہور فاضل علامہ حسن شربلالی صاحب نور الایضاح اپنے رسالہ "النفحۃالقدسیہ" میں لکھتے ہیں:

امرنا بحفظ النظم والمعنی جمیعا" فانہ دلالۃعلی النبوۃ (ص ۳۱)

"ہم لوگ قرآن پاک کے الفاظ و معنی دونوں کی حفاظت پر مامور ہیں اور یہی نبوت کا معجزہ ہے۔"

ابراہیم بن عبدالرحمن العذری کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

یحمل ھذاالعلم من کل خلف عدولہ ینفون عنہ تحریف الغالین وانتحال المبطلین و تاویل الجاھلین (کتاب المدخل)

اس علم کو ہر صحیح جانشین سے آگے ثقہ لوگ لیتے رہیں گے وہ اس سے غلو کرنے والوں کی تحریف، جھوٹوں کی من گھڑت باتوں اور جاہلوں کی تاویل کو ہمیشہ دور کرتے رہیں گے۔

حضور اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

ان منکم من یقاتل علی تاویل القرآن کماقاتلت علی تنزیلہ

(او کما قال رواہ احمد الطحاوی)

بے شک تم میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو قرآنی مرادات کے لئے بھی اسی طرح جہاد کریں گے جیسے تنزیل قرآن پر میں جہاد کرتا رہا ہوں۔

اس روایت میں الفاظ قرآن کی طرح مرادات قرآن کے تحفظ کی بھی خبر دی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ امت کے ذریعہ قرآن پاک کی ہر لفظی اور معنوی تحریف سے پوری طرح حفاظت رہے گی۔

حضرت جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

لن یبرح ھذا الدین قائما یقاتل علیہ، عصابۃمن المسلمین حتی تقوم الساعۃ

یہ دین برابر قائم رہے گا اور اس کے لئے مسلمانوں کا ایک طبقہ برابر لڑتا رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے۔

حضرت امیر معاویہؓ نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے یہ حدیث روایت کی:

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لاتزال طائفۃ من امتی قائمۃ بامر اللہ لایضرھم من خذلھم او خالفھم حتی یاتی امر اللہ وھم ظاھرون علی الناس۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۴۳)

میری امت کا ایک طبقہ امر الٰہی پر برابر قائم رہے گا جو انہیں ذلیل کرنے کی کوشش کریں گے یا ان کی مخالفت کریں گے وہ انہیں کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے اور وہ طبقہ لوگوں پر ظاہر رہے گا۔

فطرت سلیمہ کے خلاف چلنے اور حق سے ٹکرانے والے اگر قیامت تک رہیں گے تو ایسے مسلمانوں کا یہ ایک طبقہ ضرور رہے گا جو اپنے مالک کی وفاداری اور اطاعت میں اس کے رحم و کرم اور رضوان و غفران کا مظہر ہوں۔

ولایزالون مختلفین○ الامن رحم ربک ولذالک خلقھم (پ ۱۲)

اور ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے، مگر جس پر تیرا پروردگار رحم کرے اور اسی لئے ان کو پیدا کیا ہے۔

درخانہ عشق از کفر ناگزیر است
دوزخ کرابسوزد گر بولہب نہ باشد

قرآن پاک نے اس مقام پر ایک ایسے ہی طبقے کی نشاندہی کی ہے جو رحم و کرم کا مظہر ہو کر قیامت تک دین فطرت کا ساتھ دے آنحضرت ﷺ نے جب یہ بتلایا کہ آپ کی امت گمراہی کے کئی حصوں میں بٹ جائے گی تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ایک طبقہ جو میری سنت اور میری جماعت کے مطابق ہو گا وہ حق پر ہو گا اور وہی راہ نجات ہو گی۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حق پر قائم رہنے والا طبقہ بھی قیامت تک باقی رہے گا اور کوئی آندھی حق کے درخت کو اپنی جڑ سے نہ اکھاڑ سکے گی۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

ائمہ ہدایت اور ائمہ ضلالت

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر حق اور باطل کی معرکہ آرائی برابر جاری رہے تو جس طرح ہدایت مسلسل رہے گی گمراہی بھی برابر چلے گی اب ان کا امتیاز کیسے ہو؟ جواباً گزارش ہے کہ خط مستقیم صرف ایک ہوتا ہے اور ٹیڑھے خط کئی۔ ہدایت کی راہ صرف ایک ہے اور باطل کی راہیں کئی ہیں اسی لئے ظلمتوں کو جمع کی صورت میں اور نور کو واحد کی صورت میں ذکر کیا ہے۔ جعل الظلمات والنور (سورۃ الانعام)

پس ہدایت باقی رہنے میں مسلسل رہنے کی بقا ہے اور گمراہی کے باقی رہنے میں ایک طریق کی بقا ضروری نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ کبھی کوئی گمراہی سر اٹھائے اور کبھی کوئی گمراہی دم مارے۔ گمراہی میں گو وہ سب برابر ہوں مگر ہر گمراہی کی راہ ایک دوسرے سے مختلف ہو گی۔ جیسے ٹیڑھے خط آپس میں سب مختلف ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ائمہ ضلالت اپنے طریق کو کبھی ایک دوسرے کی طرف اسناد نہیں کرتے نمرود، شداد، فرعون، ہامان سب اپنے اپنے وقت میں ائمہ الکفر تھے مگر ایک دوسرے سے انتساب کے ہرگز مدعی نہ تھے۔ بخلاف ان کے

انبیائے کرام جو ائمہ ہدایت تھے سب ایک دوسرے کے مصدق اور ایک ہی راستے کے داعی تھے۔

اولئک الذین ھدی اللہ فبھداھم اقتدہ

(پ ۷ سورۃ انعام)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہی حکم ہوا کہ "یہ سارا طبقہ میرے رستے پر تھا آپ بھی اسی راہ پر چلیں" نبوت کے جھوٹے مدعی اور انکار حدیث کے مبلغین مسیلمہ کذاب' اسود عنسی' مرزا غلام احمد' عبداللہ چکڑالوی اور غلام احمد پرویز یہ سب گمراہی کے امام ہیں مگر آپس میں کوئی انتساب نہیں رکھتے اور نہ ان میں سے کسی نے اپنے طریق کفر کو اپنے ماقبل سے اسناد کیا ہے۔ یہ سب اپنے اپنے طریقے کے موجد ہوئے ہیں۔ بخلاف ان کے وہ تمام اہل حق جو ان ائمہ ضلالت کے مقابلے میں ائمہ ہدایت بنے آپس میں اسناد و اعتماد رکھتے ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو مسیلمہ کذاب کے خلاف اٹھے۔ ان کی غلامی پر وہ سب اہل حق فخر کرتے ہیں جنہوں نے مرزا غلام احمد کی تحریک کا مقابلہ کیا بلکہ علماً" اور عملاً" وہ اسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہی پیروی سمجھتے ہیں۔ ختم نبوت کے عقیدے میں یہ امت کا اتصال ہے مگر یہ مدعیان نبوت آپس میں متصل نہیں۔ مسٹر غلام احمد پرویز اپنی فکر کے خود موجد ہیں لیکن ان کے خلاف اٹھنے والے اپنے مسلک کے موجد نہیں وہ پہلے کے متوارث دین کے داعی ہیں اور اپنے متقدمین اہل حق کی پیروی کو ہی راہ نجات سمجھتے ہیں۔ حق ایک مسلسل راہ ہدایت ہے جس کے کارکن آپس میں اسناد و اعتماد رکھتے ہیں اور باطل کی راہیں گو ہر دور میں موجود رہیں لیکن وہ آپس میں مسلسل اور مربوط نہیں حق کا امتیاز اس کا اسنادی پہلو ہے۔ حق ایک راہ ہے جو مسلسل چلی آرہی ہے۔ یہی صراط مستقیم (سیدھی راہ) ہے اور اس کے سوا باقی سب سبل (نئی راہیں) ہیں۔

وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ

(پ ۸ سورہ الانعام)

یہ میری ایک سیدھی راہ ہے اسی پر چلو اور متعدد راہوں پر نہ چلو یہ تمہیں میری راہ سے جدا کردیں گی۔

سیدھی راہ چلنے والے اہل حق جو انبیاء کرام کی پیروی میں اس راہ پر چلے وہ گو انفراداً" انفراداً" معصوم نہ تھے مگر ان کا مجموعی موقف ضرور معصوم رہا اور اسی طریق سے ہدایت کی راہ آگے چلتی رہی اسی میں اسلام کی بقا تھی اور اسی میں اسلام کی زندگی تھی۔ یہ صحیح ہے کہ انفراداً" معصوم نہ ہونے کی وجہ سے ان میں بھی اختلافات اور نزاعات ہوئے مگر ان کے اختلافات فروعات کے اختلاف تھے۔ اصول و عقائد کے نہیں ہم ان کی توجیہ کرتے ہیں تردید نہیں اور فقہی اختلافات میں انہیں راجح اور مرجوح سے آگے نہیں جانے دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ ان سب کے باوجود یہ ایک راہ ہے اور یہ راہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور آپ ﷺ کی جماعت کی راہ ہے۔ یہ سب اہل حق اپنے ہر عقیدے اور عمل کی سند اپنے پہلوں سے لیتے رہے اور اسی طریق سے یہ متوارث دین ہم تک پہنچا ہے۔

یہ سلسلہ صحابہ کرامؓ سے چلا اور بارھویں صدی کے بعد یہ اسناد حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے خاندان میں جمع ہوگئے پاک و ہند بلکہ بیشتر بلاد عربیہ کی دینی فضا اسی گھرانے سے قائم ہوئی اور اپنے بعد والوں کے لئے یہی خاندان روشنی کا مینار رہا حضرت شاہ صاحب کے بیٹوں شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ اور شاہ رفیع الدین دہلویؒ نے قرآن پاک کے پہلے اردو ترجمے لکھے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے حدیث و فقہ کی مسند سنبھالی۔ انگریزی عملداری میں ہندوستان کو دارالحرب قرار دیا اور حضرت شاہ صاحب کے پوتے شاہ اسماعیل شہیدؒ عملی جہاد کے لئے اٹھے۔ بعد میں آنے والے سب اہل علم اسی گھرانے سے سند لیتے رہے اور یہی خاندان ان ممالک میں اہل حق کا سلسلہ اسناد اور مرکز اعتماد تھا۔

اسی عہد کے قریب قریب یورپ صدیوں کی نیند سے بیدار ہوا تھا۔ انگریز ہندوستان میں اپنے پاؤں مضبوط کررہے تھے۔ مسلم حکمرانوں کی باہمی مخالفت کا انہوں نے پورا فائدہ اٹھایا اور divid and rule کی راہ سے پورے ہندوستان پر قابض ہوگئے مسلم ممالک کو تہذیب جدید کی راہیں دکھائیں۔ "وقت کے تقاضوں پر پورا اترنا چاہئے۔" یہ ایک بڑا حسین عنوان تھا۔ جدت پسندی کے نام سے مغرب پسندی اپنا دامن پھیلا رہی تھی۔ محدثین دہلی کے پیرو وقت کے تقاضوں سے غافل نہ تھے مگر وہ دیکھ رہے تھے کہ Modernisation کی راہ سے Westernisation ہمارے گھروں میں گھس رہی ہے۔ سماجی اور اقتصادی تبدیلیاں جب اقتدار کے سائے میں پروان چڑھیں تو دینی اور روحانی قدروں کی زمین بھی ہل جاتی ہے۔

اس باب میں عثمانی ترکوں کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ ترک قوم مصطفیٰ کمال کی قیادت میں اپنے ماضی سے کٹ گئی اور مغرب کی قدروں میں بہہ کر اپنے رسم الخط تک کو بدل ڈالا۔ آئندہ ترک نسلیں ایک عظیم ذخیرہ علم سے جو عربی' فارسی اور ترکی زبانوں میں مشرقی رسم الخط میں پھیلا ہوا تھا محروم ہوگئیں۔ ترک کلچر مغربیت میں فنا ہوگیا اور ایک عظیم اسلامی سلطنت اپنے ماضی سے یکسر کٹ گئی۔

ہندوستان کے مسلمانوں اور خاص کر محدثین دہلی کے علم و فکر کے وارثوں کے لئے یہ وقت بڑا نازک تھا۔ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کی ناکامی کے بعد

اس باب میں اب مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے مسلم مفکرین کی آراء مختلف تھیں۔

۱..... بعض مسلم مفکرین یہ سمجھتے تھے کہ مسلمانوں کے لئے دفتروں اور ملازمتوں میں کچھ رعایت لے کر مغربی فکر و نظر سے سمجھوتہ کرلینا چاہئے اور مسلمانوں کو دنیوی تعلیم میں اتنا آگے نکلنا چاہئے کہ غلام ہندوستان میں وہ کسی دوسری قوم سے پیچھے نہ رہیں۔ یہ رستہ ابتدا میں بالکل بے ضرر تھا لیکن مغربی فکر و نظر سے سمجھوتہ کرتے ہوئے انجام کار اپنے ماضی سے کٹنا لازمی تھا۔ چنانچہ جلد ہی اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ عقائد افکار میں ڈھلنے لگے اور اعمال وسعت قلب Broadmindedness کی بھینٹ چڑھنے لگے۔ اسی دور کے قریب سرسید نے علی گڑھ اسکول کی بنیاد رکھی (جو بعد میں کالج اور یونیورسٹی تک پہنچ گیا) اور جدید تعلیم یافتہ مسلمان اس نظریئے کے گرد جمع ہوگئے۔ یہ ایک اچھی فکر تھی مگر وقتی تدبیر تھی جس کا متوارث اسلام سے کوئی اسنادی تعلق نہ تھا۔

۲..... محدثین دہلی کے پیرو اس بات کے حامی تھے کہ گو جنگ آزادی میں ہم ناکام ہوچکے ہیں مگر مغربی فکر و نظر سے سمجھوتہ نہ ہونا چاہئے۔ انگریزی زبان بے شک سیکھ لی جائے مگر انگریزی تہذیب و تمدن کو نہ اپنایا جائے اور درس و تدریس اور تزکیہ و تعلیم کے ذریعہ اسلام کی علمی اور فکری قوت کو محفوظ رکھا جائے جس سے پھر کسی وقت راہ عمل کے چراغ روشن ہوسکیں۔ یہ حضرات اپنی فکر و نظر کے موجد نہ تھے علوم نبوت کے ترجمان اور متوارث اسلام کے وارث تھے اور اسی راہ سے وہ ملت اسلامیہ کی راہنمائی کرنا چاہتے تھے۔ ان کا اسنادی پہلو صحابہ کرام" بزرگان اسلام اور محدثین دہلی سے مربوط تھا۔ اسی دور کے قریب اہل سنت والجماعت کی مشہور دینی درسگاہ دارالعلوم دیوبند قائم ہوئی۔

۳..... مسلمانان ہند میں ایک یہ خیال بھی کام کررہا تھا کہ نماز روزہ جیسے چند اعمال اسلام کو باقی رکھ کر انگریزی عملداری کو خلوص قلب سے اپنالیا جائے اور انگریزوں کو اپنے اولی الامر میں داخل سمجھا جائے۔ یہ لوگ دین اور دنیا کی تقسیم کے حامی تھے اور دنیوی مراعات حاصل کرنے کے سوا ان کا کوئی مطمع نظر نہ تھا۔ انگریزوں سے کامل وفاداری کے اظہار کے لئے یہ لوگ محدثین دہلی کے خلاف بھی کبھی کبھی دم مارتے تھے اور ان کی مرکزی رہنمائی انہیں بہت کھٹکتی تھی۔ اس دور کے قریب کئی دنیادار مشائخ کو استحکام ملا اور ان کی گدیوں نے باقاعدہ شکل اختیار کی مگر انگریزوں کو اولی الامر میں داخل کرنے کے لئے ان کی آواز پھر بھی کافی نہ تھی۔ ابھی تک علمی چراغ محدثین دہلی کے چراغ سے ہی روشن تھے۔ اس کام کے لئے نبوت کی ہدایت درکار تھی۔ انگریزوں نے ضرورت محسوس کی کہ غلام ہندوستان میں ایک نبوت بھی قائم کی جائے جو انہیں اپنے اولی الامر میں داخل کرے۔ چنانچہ ۱۸۶۹ء میں انگریزوں نے ایک کمیشن لندن سے ہندوستان بھیجا تاکہ وہ انگریز کے متعلق مسلمانوں کا مزاج معلوم کرے اور آئندہ کے لئے مسلمان کو رام کرنے کے لئے تجاویز مرتب کرے۔ اس کمیشن نے ایک سال ہندوستان میں رہ کر مسلمانوں کے حالات معلوم کئے۔

۱۸۷۰ء وائٹ ہاؤس لندن میں کانفرنس منعقد ہوئی جس میں کمیشن مذکور کے نمائندگان کے علاوہ ہندوستان میں متعین مشنری کے پادری بھی دعوت خاص پر شریک ہوئے جس میں دونوں نے علیحدہ علیحدہ رپورٹ پیش کی جو کہ "دی ارائیول آف برٹش ایمپائر ان انڈیا" کے نام سے شائع کی گئی جس کے دو اقتباس پیش کئے جاتے ہیں۔

رپورٹ سربراہ کمیشن سرولیم ہنٹر

"مسلمانوں کا مذہبا" عقیدہ یہ ہے کہ وہ کسی غیر ملکی حکومت کے زیر سایہ نہیں رہ سکتے اور ان کے لئے غیر ملکی حکومت کے خلاف جہاد کرنا ضروری ہے۔ جہاد کے اس تصور سے مسلمانوں میں ایک جوش اور ولولہ ہے اور جہاد کے لئے ہر لحہ تیار ہیں۔ ان کی کیفیت کسی وقت بھی انہیں حکومت کے خلاف ابھار سکتی ہے۔"

رپورٹ پادری صاحبان

"یہاں کے باشندوں کی ایک بہت بڑی اکثریت پیری مریدی کے رجحانات کی حامل ہے۔ اگر اس وقت ہم کسی ایسے غدار کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہوجائیں جو ظلی نبوت کا دعویٰ کرنے کو تیار ہوجائے تو اس کے حلقہ نبوت میں ہزاروں لوگ جوق در جوق شامل ہوجائیں گے مسلمانوں میں سے اس قسم کے دعویٰ کے لئے کسی کو تیار کرنا ہی بنیادی کام ہے۔ یہ مشکل حل ہوجائے تو اس شخص کی نبوت کو حکومت کے زیر سایہ پروان چڑھایا جاسکتا ہے۔ ہم اس سے پہلے برصغیر کی تمام حکومتوں کو غدار تلاش کرنے کی حکمت عملی سے شکست دے چکے ہیں وہ مرحلہ اور تھا اس وقت فوجی نقطہ نظر سے غداروں کی تلاش کی گئی تھی لیکن اب جب کہ ہم برصغیر کے چپہ چپہ پر حکمران ہوچکے ہیں اور ہر طرف امن و امان بھی بحال ہوگیا ہے تو ان حالات میں ہمیں کسی منصوبہ پر عمل کرنا چاہئے جو یہاں کے باشندوں کے داخلی انتشار کا باعث ہو۔"

(اقتباس از مطبوعہ رپورٹ کانفرنس وائٹ ہاؤس لندن منعقدہ ۱۸۷۰ء دی ارائیول آف برٹش ایمپائر ان انڈیا) (محفوظ)

ان تینوں ذہنوں میں نمایاں فرق یہ تھا کہ پہلا ذہن دنیوی تقاضوں کے ضمن میں دین کو باقی رکھنا چاہتا تھا۔ دوسرا طبقہ دین کے ضمن میں دنیوی تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے کا حامی تھا اور تیسرا ذہن دین اور دنیا کی پوری تقسیم کا ہمنوا تھا۔ ان تینوں

طبقوں میں اسنادی امتیاز صرف دوسرے طبقے کو حاصل تھا۔ یہ حضرات درس و تدریس میں باقاعدہ اسناد اور تزکیہ و تعلیم میں باقاعدہ سلسلوں کے حامی تھے۔

دارالعلوم دیوبند

دارالعلوم دیوبند محدثین دہلی کے نظر و فکر کی نشاۃ ثانیہ تھی اس کے بانی اور پہلے سرپرست حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں باقاعدہ شریک تھے۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے پہلے اور دوسرے ذہن کو ایک دوسرے کے قریب کرنے کے لئے صحت عقائد پر سرسید سے خط و کتابت کی جو انہی دنوں "تصفیۃ العقائد" کے نام سے شائع ہوگئی تھی۔ پھر ان حضرات کے ارشد تلامذہ اور دیوبند کے پرنسپل شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن خود علی گڑھ تشریف لائے۔ حضرت مرحوم اور ان کے شاگرد رشید شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی تقریروں سے نہ صرف دونوں ذہن ایک دوسرے کے قریب ہوگئے بلکہ پہلے طبقے کی کافی حد تک دینی اصلاح بھی ہوگئی۔ علامہ شبلیؒ اور ندوۃ العلماء کے ذریعہ جو جدید نظریات اسلام کے نام سے سامنے آرہے تھے ان کی اصلاح کے لئے بھی علمائے دیوبند نے خاصی سعی فرمائی جو تاریخ دیوبند کا بہترین سرمایہ ہے۔ علامہ شبلیؒ اور شبیر احمد عثمانیؒ کی مشترکہ جلسوں میں شرکت اس کا پیش خیمہ ثابت ہوئی اور حضرت علامہ سید سلیمان ندوی نہ صرف دارالعلوم دیوبند کے سرپرست حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی سے بیعت ہوئے بلکہ ان کے ارشد خلفاء میں شمار ہوئے۔ جس کی وجہ سے مولانا عبدالباری ندوی اور عبدالماجد دریا بادی جیسے مغربی علوم کے شناور اکابر دیوبند پر اپنی فکر نچھاور کرنے لگے۔ اور اس کا اثر پھیلتا چلا گیا۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی جو آج کل ندوۃ العلماء کے ناظم جامعہ اسلامیہ مدینہ (مدینہ یونیورسٹی) کے رکن اور رکن مجلس تاسیس رابطہ اسلامی ہیں۔ اور آج کی دنیائے اسلام کے جانے پہچانے مفکر اور اپنی خاص صلاحیتوں کی وجہ سے پوری اسلامی دنیا میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ وہ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اور حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری سے خلیفہ مجاز ہوئے۔ علمائے دیوبند کی ان کوششوں اور علوم نبوت کی ان بے لوث وفاداریوں کے لئے گو مغربی طرز کا پروپیگنڈہ ساتھ نہ تھا مگر اس حقیقت سے انکار نہیں ہوسکتا کہ ان حضرات نے علم و تقویٰ اور تزکیہ و طہارت کی روشنی میں اسلامیان ہند کی ہر شعبہ میں کامیاب راہنمائی کی ہے۔

ڈاکٹر اقبال مرحوم کا دردمند دل جب سوئی قوم کو جگا رہا تھا اور مرحوم کی آتشیں نوائیں مسلمانان ہند کو جھنجھوڑ رہی تھیں تو علمائے دیوبند نے محسوس کیا کہ مبادا ڈاکٹر صاحب مرحوم کی فکر اسلام کے اسنادی علم سے ذرا مختلف ہوجائے۔ فلسفہ اسلام کی بعض گہرائیوں پر مرحوم سے گفتگو ہونی چاہئے۔ چنانچہ امام العصر حجۃ الاسلام علامہ انور شاہ اور شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ لاہور تشریف لائے۔ ڈاکٹر اقبال مرحوم سے اہم ملی مسائل اور اسلام کی فکری گہرائیوں پر کافی دن تبادلہ افکار رہا۔ انجمن حمایت الاسلام میں ڈاکٹر صاحب نے قادیانیوں کے متعلق جو موقف اختیار کیا وہ زیادہ تر انہی مذاکرات کی صدائے بازگشت تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے دائرہ اثر میں اس حقیقت کو خوب اجاگر کیا کہ نبوت کے اختلاف سے قوم بدل جاتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت پر اسرائیل سے ایک نئی قوم نکلی اور نصاریٰ یہود سے علیحدہ ایک نئی ملت بن گئے۔ حضور اکرم ﷺ کی نبوت آگے ایک اور ملت کا موجب ہوئی اور یہود و نصاریٰ کے بعد امت مسلمہ کا قیام عمل میں آیا۔ آنحضرت ﷺ کے بعد اگر کسی اور نبی کا پیدا ہونا مان لیا جائے تو پھر ایک اور قوم عمل میں آجائے گی جو ملت اسلامیہ سے علیحدہ ایک الگ قوم قرار پائے گی اور جس طرح اہل اسلام کی عقیدت کے مرکز مکہ اور مدینہ ہیں اس نئی قوم کی وفاداریاں اپنے جدید مرکز نبوت سے وابستہ ہوں گی۔

ڈاکٹر صاحب مرحوم کی ان پاکیزہ کوششوں میں علمائے دیوبند کا بہت دخل ہے اور انہی حضرات کی* کوششوں کا ثمرہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب مرحوم کے افکار سلف سے کہیں نہیں ٹکراتے اور نازک سے نازک مسائل میں وہ اسلام کی شاہراہ عظیم سے ذرا ادھر ادھر نہیں ہوئے۔ انہی دنوں ڈاکٹر علامہ اقبالؒ اور شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ جداگانہ قومی نظریے پر متفق ہوئے جس کی صدائے بازگشت ہندوستان کے سیاسی میدانوں میں برسوں بعد تک سنی جاتی رہی۔ البدر الساری کے مصنف لکھتے ہیں:

لم یستغن عن آرائہ الدقیقۃ فی الفلسفۃ مثل الفیلسوف الدکتور السر محمد اقبال الھندی ....وسمعت سنۃ ۱۳۴۷ھ فی دیوبند من المحترم عبداللہ جغتائی من اخص اصحاب الدکتور المرحوم ان الدکتور اقبال یثنی کثیرا علی دقۃ رایہ فی غوامض الفلسفۃ ص ۲۰ طبع مصر ۱

حاشیہ

"حضرت شاہ صاحب کے دقیق فلسفیانہ نظریات سے ڈاکٹر سر محمد اقبال جیسے فلسفی بھی بے نیاز نہ تھے۔ اور میں نے دیوبند میں ڈاکٹر صاحب مرحوم کے دوست ڈاکٹر عبداللہ چغتائی سے ۱۳۴۷ھ میں سنا کہ ڈاکٹر اقبال فلسفے کی گہرائیوں میں شاہ صاحب کی دقت نظری کے بہت مداح تھے۔"

●●

اخبارِ ختمِ نبوّت

اقلیتوں کو دوہرے ووٹ کا حق دینا پاکستان کے اسلامی تشخص کے منافی ہے۔ ختم نبوت کنونشن کے انعقاد کو آخری شکل دے دی گئی۔

لاہور (پریس رپورٹ) کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت نے امتناع قادیانیت آرڈیننس اور تحفظ ناموس رسالتؐ کے قانون کے تحفظ کے لئے ملک گیر سطح پر رائے عامہ کو منظم کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور اس سلسلہ میں ۱۹ر مئی کو لاہور میں قومی ختم نبوت کنونشن کے انعقاد کے پروگرام کو حتمی شکل دے دی ہے جس کے مطابق ۱۵ر مئی کو تمام دینی جماعتوں کے سربراہوں کا اجلاس ہوگا جس میں تحریک ختم نبوت کے پروگرام کی تفصیلات طے کی جائیں گی اور ۱۹ر مئی کو قومی ختم نبوت کنونشن میں فیصلوں کا اعلان کیا جائے گا۔ کل جماعتی مجلس عمل کی مرکزی رابطہ کمیٹی کے اجلاس میں کئے گئے جو دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت مسلم ٹاؤن لاہور میں مولانا عزیز الرحمن جالندھری کی زیر صدارت منعقد اجلاس میں مولانا زاہد الراشدی، مولانا اللہ وسایا، مولانا عبدالمالک، مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی، مولانا قاری عبدالحمید قادری، خالد لطیف چیمہ اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے شرکت کی اور فیصلہ کیا گیا کہ مرکزی رابطہ کمیٹی کے ارکان قومی ختم نبوت کنونشن کے لئے مختلف دینی جماعتوں کے رہنماؤں سے رابطہ کے لئے اہم شہروں کا دورہ کریں گے۔ اجلاس میں ایک قرار داد کے ذریعے اقلیتوں کے لئے دوہرے ووٹ کی تجویز کو پاکستان کے اسلامی تشخص کے منافی قرار دیتے ہوئے خبردار کیا گیا ہے کہ پاکستان کے دینی حلقے اس تجویز کو کسی صورت میں برداشت نہیں کریں گے۔ ایک اور قرار داد کے ذریعے سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بینچ کے دو ارکان جسٹس مولانا تقی عثمانی اور جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری کی سبکدوشی اور وفاقی شرعی عدالت کے خلاف افسوسناک مہم کو پاکستان کو سیکولر ریاست بنانے کی طرف پیش رفت کے مترادف قرار دیا گیا۔ ایک اور قرارداد میں توہین رسالت کی سزا کے قانون اور قادیانیت کے بارے میں امریکہ، برطانیہ اور جرمنی کی حکومتوں کی پالیسی کو معاندانہ اور پاکستانی مسلمانوں کے مذہبی معاملات میں مداخلت قرار دے کر ملک بھر کے دینی حلقوں سے اپیل کی گئی ہے کہ ملک کے اسلامی تشخص کے تحفظ اور بیرونی دباؤ کے مقابلہ کے لئے مرکزی مجلس عمل کے پلیٹ فارم پر ۵۳ء، ۷۴ء اور ۸۴ء کی طرح ایک بار پھر متحد ہو کر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے پرجوش کردار کریں۔

قادیانی جارحیت کے خلاف چلائی جانے والی تحریک قادیانیت کے خاتمے تک جاری رہے گی

سیالکوٹ (نمائندہ خصوصی) قادیانیوں کے کفریہ پوری دنیائے اسلام کے علماء کرام متفق ہیں اور انہیں مسلمان تسلیم کرانے کی کوئی بھی کوشش کامیاب نہیں ہونے دی جائے گی۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ کے زیر اہتمام منعقدہ ختم نبوت کنونشن میں کیا گیا۔ مدرسہ فاروقیہ چوک امام صاحب کنونشن میں تنظیم کے مرکزی رہنماؤں مولانا اللہ وسایا، ورلڈ اسلامک فورم کے چیئرمین مولانا زاہد الراشدی، جمعیت علماء اسلام پنجاب کے نائب امیر مولانا فیروز خان، مجلس علماء اہل سنت کے مرکزی رہنما مولانا عبدالکریم ندیم، سنی رہنما مولانا حافظ صابر علی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد صدیق، مولانا رشید احمد قادری، مولانا فقیر اللہ گوجرانوالہ اور دیگر علماء کرام نے خطاب کیا۔ علماء کرام نے اعلان کیا کہ ختم نبوت کے لئے ایک صدی تک جدوجہد کی گئی ہے اور ہزاروں غیور مسلمانوں نے اس مقصد کے لئے قربانیاں دی ہیں آج ان قربانیوں کو رائیگاں کرنے کی سازش کی جارہی ہے لیکن پاکستان کے غیرت مند مسلمان ایسی کسی بھی کوشش کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ پیر شبیر احمد گیلانی کی صدارت میں منعقدہ کنونشن سے خطاب کرنے والے علماء کرام نے کہا کہ صدر فاروق احمد خان لغاری نے یوم پاکستان پر عاصمہ جہانگیر ایڈووکیٹ کو انسانی حقوق کے حوالے سے تمغہ امتیاز دے کر ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تقاضوں سے انحراف کیا ہے کیونکہ عاصمہ جہانگیر گزشتہ دس سال سے اسلامی قوانین اور ختم نبوت کے عقیدہ کے

خلاف مہم چلارہی ہے اور صدر نے اسے تمغہ دے کر گویا اس کے موقف کی تائید کی ہے اس لئے صدر پاکستان کو اس سلسلے میں اپنی پوزیشن واضح کرنا ہوگی۔

مولانا اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ قادیانی جارحیت کے خلاف چلائی جانے والی تحریک اب قادیانیت کے خاتمہ تک جاری رہے گی۔ انہوں نے حکومت کی قادیانیت نوازی پر تشویش کا اظہار کیا۔

مولانا عبدالکریم ندیم نے کہا کہ قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی جارحانہ سرگرمیوں پر غور و خوض کے لئے عنقریب مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام "مجلس عمل" کا احیاء کیا جائے گا اور تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اور مشائخ عظام ختم نبوت کی تحریک کے لئے اجتماعی جدوجہد کا اعلان کریں گے۔ اجتماع میں ایک قرارداد کے ذریعے اقلیتوں کے لئے دوہرے ووٹ کی تجویز کو دستور پاکستان کے اسلامی تقاضوں سے انحراف قرار دیتے ہوئے اس تجویز کی شد و مد سے مذمت کی گئی اور حکومت پر واضح کیا گیا کہ دوہرے ووٹ کے ذریعے اقلیتوں کو ملک پر مسلط کرنے کی اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی بھرپور مزاحمت کی جائے گی اور اسے برداشت نہیں کیا جائے گا۔ دوسری قرار داد میں امریکی وزارت خارجہ کی سالانہ رپورٹ میں پاکستان میں توہین رسالت کی سزا کے قانون اور قادیانیوں کو اقلیتی فرقہ قرار دینے کی آئینی ترمیم کے خلاف ریمارکس کو ملک کے اندرونی اور مذہبی معاملات میں مداخلت قرار دیتے ہوئے شدید احتجاج کیا گیا اور پاکستان کی دینی جماعتوں سے اپیل کی گئی کہ وہ امریکی دباؤ کا مقابلہ کرنے کے لئے متحد ہو جائیں۔ تیسری قرار داد کے ذریعے ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات کے ذریعے عریانی، فحاشی اور رقص کے کلچر کے فروغ پر شدید ناپسندیدگی کا اظہار کیا گیا اور اسے بند کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ چوتھی قرر داد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ گرفتار شدہ فوجی افسران کے خلاف بند کرنے کی عدالتی کارروائی کے سلسلے کو ختم کر کے مقدمہ کھلی عدالت میں چلایا جائے تاکہ قوم کو حالات سے آگاہی اور انصاف کے تقاضے پورے ہوں۔ کنونشن سے پروفیسر شجاعت علی مجاہد، حافظ مصدق قاسمی اور قاری محمد اسحاق نعمانی نے بھی خطاب کیا جبکہ اس موقع پر متعدد حفاظ قرآن کی دستار بندی کے ساتھ اسناد بھی تقسیم کی گئیں۔

ماہنامہ "ماہ نو" لاہور وضاحت کرے۔

جناب چیف ایڈیٹر صاحب ماہنامہ ماہ نو لاہور۔

سلام مسنون کے بعد عرض ہے کہ "ماہ نو" بابت ماہ جنوری و فروری ۱۹۹۶ء پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ پرچہ ھذا کے ۳۴ تا ۳۶ تین صفحات پر مشتمل ایک مضمون۔ بعنوان "برصغیر کا ایک بے مثال نعت گو" پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی کے نام سے شائع ہوا ہے۔ صاحب مضمون نے قادیانی مذہب کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کو برصغیر کا بڑا نعت گو اور عاشق رسول ثابت کرنے کے لئے جس شاطرانہ چال سے سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ قطع نظر اس کے کہ صاحب مضمون کون ہے۔ اور اس مضمون کے پس پردہ اس کے کیا عزائم ہیں۔ اور اس کو یہ چال چلنے کی کیا ضرورت پیش آئی ـــــ سب سے زیادہ تعجب اور حیرت اس بات پر ہے کہ ایک ایسا ماہنامہ جو حکومت پاکستان کے تعاون سے فروغ ادب کے لئے اخراجات بسیار کے بعد شائع ہوتا ہے۔ اس میں اس قسم کے خطرناک اور اشتعال انگیز حرکت پر مبنی مضمون کو شائع کرنا۔ جہاں ماہنامہ کے منتظمین میں چھپے ہوئے آستین کے سانپوں کی نشاندہی یا منتظمین کی انتہائی غفلت کی دلالت کرتا ہے۔ وہاں کروڑوں مسلمانوں کی دل آزاری، ان کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کے ساتھ ملک و ملت اور آئین پاکستان سے غداری کے مترادف ہے۔

کیونکہ مذکورہ مضمون میں جس شخص کو برصغیر کا بڑا نعت گو اور عاشق رسول ظاہر کیا گیا ہے۔ درحقیقت وہ شخص ایک بہت بڑا گستاخ رسول، جھوٹا مدعی نبوت، اسلام دشمن، قادیانی مذہب کا بانی اور انگریز کا وہ خود کاشتہ پودا تھا جس کو اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے انگریز سامراج نے آبیاری کی اس شخص نے انگریز کے اقتدار کو ہندوستان میں طول دینے کی خاطر اور گورنمنٹ برطانیہ کے مفادات کے تحفظ کے لئے حرمت جہاد کا فتویٰ صادر کر کے انگریز کی معاونت کی۔ اور اپنے کفریہ عقائد و عزائم کی تبلیغ و تشہیر کے لئے فتنہ قادیانیت کی بنیاد رکھی۔ اس کا اسلام اور اہل اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ چنانچہ قادیانی مذہب کے کفریہ عقائد و عزائم کے پیش نظریہ نہ صرف حکومت پاکستان، بلکہ دنیا بھر کی اسلامی برادری نے انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کی اسلام دشمن سرگرمیوں پر پابندی لگادی ہے۔ مرزا قادیانی جیسے کافر، مرتد اور گستاخ رسول کو عاشق رسول ظاہر کرنا۔ توہین رسالت ہے۔ کیونکہ عشق رسول کا معیار یہی بن گیا تو پھر کوئی بدبخت کل کو مسیلمہ کذاب کو بھی آپ کے پرچہ میں عاشق رسول لکھ سکتا ہے۔

آنجناب کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس سازش کو بے نقاب کرتے ہوئے فی الفور غیر مبہم، واضح اور معقول وضاحت فرمائیں۔ بصورت دیگر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قانونی چارہ جوئی کے لئے مجبور ہوگی۔ والسلام خیر اندیش

نذیر احمد تونسوی

خادم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ

قادیانیت کا علاج جذبہ جہاد میں مضمر ہے

اوکاڑہ (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم

نبوت کے زیر اہتمام جامع مسجد گول چوک میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس" منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت جمعیت علماء اسلام کے مرکزی ڈپٹی سیکریٹری مولانا سید امیر حسین گیلانی نے کی۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا عبدالرزاق مجاہد نے سرانجام دیئے۔

بریلوی مکتب فکر کے ممتاز عالم دین مولانا محمد جمیل نوری خطیب جامع مسجد چاریار منڈی احمد آباد نے احمد آباد میں قادیانی سرگرمیوں پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے اعلان کیا کہ وہ اپنے علاقہ میں قادیانی سازشوں کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔

حرکۃ الانصار کے رہنما نے کہا کہ قادیانیت کا حقیقی علاج جذبہ جہاد میں مضمر ہے۔ کیونکہ قادیانی جہاد کے منکر ہیں۔

جمعیت علماء اسلام پاکستان کے مرکزی ڈپٹی سیکریٹری مولانا سید امیر حسین گیلانی نے کہا کہ قادیانیت کے تعاقب اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جمعیت علماء اسلام اسمبلی کے اندر اور باہر تحریک ختم نبوت کے لئے ہراول دستہ کا کردار ادا کرتی رہے گی اور حکومت نے قادیانیت کے خلاف قوانین کو ختم کرنے کی کوشش کی تو جمعیت بھرپور مزاحمت کرے گی۔

حکومت مرزائیت نوازی چھوڑ کر آئین پاکستان کی پابندی کرے

لاہور (نمائندہ ختم نبوت) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ قادیانیت کی اشتعال انگیز سرگرمیاں اور حکومت کی مرزائیت نوازی سے ملک میں تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا حکومت مرزائیت نوازی چھوڑ کر آئین پاکستان کی حفاظت کرے۔

بدنام زمانہ اسلام دشمن وکیل عاصمہ جہانگیر اور حمید اصغر گستاخ رسول کو صدارتی ایوارڈ دینے کی پرزور مذمت کی اور اس کارروائی کو گستاخان رسول کے لئے سرکاری سرٹیفکیٹ مہیا کرنے کے مترادف قرار دیا۔ انہوں نے صدر پاکستان سے مطالبہ کیا کہ وہ اس ایوارڈ کو واپس لیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ممتاز رہنما مولانا اللہ وسایا نے تحریک ختم نبوت کے ماضی پر تفصیلی روشنی ڈالی اور آئندہ کے لائحہ عمل کا اعلان کرتے ہوئے حکومت کی مرزائیت نوازی کو ناقابل برداشت قرار دیا۔ اور کہا کہ ناموس رسالت کے قانون' عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنے آخری قطرہ خون اور آخری سانس تک لڑیں گے اور قادیانیوں کی سازشوں کو پنپنے نہیں دیں گے۔

مجلس علماء اہلسنّت کے مرکزی راہنما مولانا عبدالکریم ندیم نے اپنے ولولہ انگیز اور پرجوش خطاب میں تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات کو سراہتے ہوئے حضرت امیر دامت برکاتہم کو مکمل تعاون کی یقین دہانی کرائی اور اعلان کیا کہ پاکستان کے مسلمان مجلس کے مقابلہ میں کسی پلیٹ فارم کو برداشت نہیں کریں گے۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی۔ کانفرنس میں مولانا قاری غلام محمود' مولانا عنایت اللہ سالک' مولانا عبدالمنان عثمانی' مولانا عبدالرزاق مجاہد' مولانا قاری محمد الیاس اور دیگر علماء کرام نے شرکت کی۔

○

جدت طرازی کا سبب شہرت طلبی

یزید بن عمیرہ' جو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ جب بھی وعظ کے لیے بیٹھتے یہ کلمہ ضروری فرماتے "اللہ تعالیٰ فیصلہ کرنے والا' انصاف کرنے والا ہے' شک میں پڑنے والے ہلاک ہوئے"۔ ایک ــــ دن حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارے بعد دن حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہاری بعد بہت سے فتنے پیدا ہوں گے اس زمانہ میں مال بہت ہوگا' اور قرآن (ہر ایک کے لیے) کھلا ہوا ہوگا جس سے مومن بھی دلیل پکڑے گا اور منافق بھی' مرد بھی' غلام بھی اور آزاد بھی' بعید نہیں کہ کوئی کہنے والا یہ کہے کیا بات ہے؟ میں نے قرآن پڑھ لیا پھر بھی لوگ میری پیروی نہیں کرتے؟ لوگ میری پیروی نہیں کریں گے جب تک کہ میں ان کے سامنے کوئی نئی بات پیش نہ کروں۔ (حضرت معاذ نے فرمایا) پس (دین میں) جدت طرازی سے بچتے رہنا! کیونکہ ایسی جدت (نئی بات) گمراہی ہے اور میں تمہیں عالم کی لغزش سے ڈراتا ہوں کیونکہ شیطان کبھی گمراہی کی بات عالم کے منہ سے بھی نکلوا دیتا ہے' اور کبھی منافق آدمی بھی سچی بات کہہ سکتا ہے۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے کہا حضرت مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ صاحب علم نے گمراہی کی بات کہی اور منافق کے منہ سے کلمہ حق نکلا (آخر حق و باطل کی شناخت کا معیار کیا ہوگا؟) فرمایا ہاں (میں بتلاتا ہوں) صاحب علم کی ایسی مشتبہ بات سے پرہیز کرو جس کے بارے میں (عام اہل علم کی جانب سے کہا جائے "یہ کیا بات ہوئی؟" (ایسی صورت میں سمجھ لو کہ یہ بات غلط ہے) لیکن صرف اس غلطی کی بناء پر تمہیں اس سے برگشتہ نہیں ہونا چاہیے کیونکہ شاید وہ اپنی غلطی سے رجوع کر لے۔ (ہاں حق واضح ہو جانے کے بعد بھی وہ اپنی غلطی پر اصرار کرے تو ایسا شخص عالم ہی نہیں بلکہ جاہل ہے) اور حق بات خواہ کسی سے سنو' اسے قبول کر لو' کیونکہ حق پر نور ہوتا ہے۔

●●

(الأعراف ۱۵۸) (تذکرہ ص ۳۵۲، طبع چہارم)

Say (O Muhammad): O mankind! Lo! I am the Messenger of Allah to you all.
(Al-A'raf 7:158) (Tazkirah p.352, 4th Edition)

۵ - ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى﴾

(النجم ۳-۴) (تذکرہ ص ۳۷۸)

Nor doth he speak of (his own) desire. It is but a Revelation revealed.
(An-Najm 53:3-4) (Tazkirah p.378)

۶ - ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ﴾

(الفتح ۱۰) (حقیقۃ الوحی ص ۸۰)

Lo! Those who swear allegiance unto thee (Muhammad) swear allegiance only unto Allah. The Hand of Allah is over their hands.
(Al-Fath 48:10) (Haqiqat-ul-Wahi, p.80)

۷ - ﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰى إِلَيَّ أَنَّمَا إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾

Say: I am only a human being like yourselves. My Lord reveals unto me that your God is only One God.
(Al-Kahf 18:110) (Haqiqat-ul-Wahi, p.81)

۸ - ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا . لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾

(الفتح ۱) (حقیقۃ الوحی ص ۹۴)

Verily We have given thee (O Muhammad) a manifest victory, that Allah may forgive thee of thy faults of the past and the future.
(Al-Fath 48:1) (Haqiqat-ul-Wahi, p.94)

۹ - ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُولًا﴾

(المزمل - ۱۵) (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۱)

Verily We have sent unto you (O men!) a Messenger as a witness over you as we sent a Messenger unto Pharaoh.
(Al-Muzammil 73:15) (Haqiqat-ul-Wahi, p.101)

۱۰ - ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾

(الکوثر ۱) (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۲)

To thee have We granted the Fount (of Abundance).
(Al-Kauthar 108:1) (Haqiqat-ul-Wahi, p.102)

۱۱ - ﴿ (اراد الله) أن يبعثك مقاما محمودا ﴾

(حقیقۃ الوحی ص ۱۰۲)

God has determined to grant thee that position in which thou will be praised.
(Haqiqat-ul-Wahi, p.102)

۱۲ - ﴿يٰسٓ . وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيمِ . إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ . عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾

(یٰس ۱) (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۷)

Ya Sin. By the Quran, full of Wisdom, thou art, indeed one of the Messengers sent on a straight path.
(Ya-Sin 36: 1-3)
(Haqiqat-ul-Wahi, p.107, Tazkirah, p.479)

۱۳ - ﴿وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى﴾

(الأنفال ۱۷) (حقیقۃ الوحی ص ۷۰)

And thou (Muhammad) threwest not (a handful of dust) when thou didst throw, but Allah threw.
(Al-Anfal 8:17) (Haqiqat-ul-Wahi p.70)

۱۴ - ﴿اَلرَّحْمٰنُ . عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ﴾

(الرحمٰن ۱) (حقیقۃ الوحی ص ۷۰)

Allah, The Beneficent. It is He Who has taught the Quran.
(Ar-Rahman 55:1-2) (Haqiqat-ul-Wahi, p.70)

۱۵ - ﴿قل انی امرت وانا اول المؤمنین﴾

(حقیقۃ الوحی ص ۷۰)

You say that I have been commanded and I am the first to accept the faith.
(Haqiqat-ul-Wahi, p.70)

۱۶ - ﴿وَاتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ﴾

(الکہف ۲۷) (أيضاً ص ۷۴)

And recite that which hath been revealed unto thee from thy Lord.
(Al-Kahf 18:27) (Haqiqat-ul-Wahi, p.74)

service continued for some years.

Luckily for him, his father had provided him some literacy in boyish days. He went over it again to revise and, as his sympathisers counselled, he gathered all his available IQ and sat for an examination of Mukhtari (a sort of attorneyship) yet remained where he was. Obviously, he did not secure passing marks and he could not do so because success does call for a percentage of some wits at least. Days passed by and financial strains mounted up, with each day passing until an idea struck him one day. The elementary knowledge of religion including Urdu, Persian and Arabic which his father had provided him at home through some rural tutors at Qadian, clicked into him. Mirza pulled out a theologian's garb and was donning it; so the camouflage started early in his life and thickened as his years rolled by.

Foreseeing a lot of pecuniary promise in this substitute, he worked hard on it, realising that the easiest way for getting known in public was by provoking people of other religions, their "pundits" and "padres". This wonderful contrivance was a windfall for him. It paid him rich dividends because he secured the help of some like-minded people in initiating religious disputations over dogmas with theologians of contemporary religions in India of those days. Consequently, a coterie of hard-liners gathered around him and Mirza Ghulam got into the limelight, as he desired. From then on, money was no problem because enough dotards were around to fill his pockets for the various money-raising schemes he proposed to embark upon. In this way, sycophants also stood him in good stead because overflows from handfuls trickled into their pockets as well. Thus the heyday of mounting donations ushered in luscious eats, indulging invigorants and drinks of Plomer's wine and Mirza Ghulam, none the less, was now wearing the mantle of a religious pedant.

The pedantry rose step by step. It was intertwined with the claims Mirza Ghulam made successively. Starting from his assumed pose of a Muslim theologian, he first proclaimed himself a "Mujaddid" (renovator of Islam), then a 'Muhaddath' (holder of conversation with Allah) then a 'Mulham' (receiver of Divine inspirations). All this was up to the year 1884. Then he proclaimed himself a 'Maseel-e-Masih' (Likeness of Jesus). After seven years as 'Maseel-e-Masih', he gave up this pose and in 1891, from a *'likeness'* of Masih, he raised himself into an *'embodiment'* of Masih. He took on this shape in the form of 'Promised Masih/Messiah' and declared that he was that living Masih whose reappearance in the world had been promised. Therefrom he spelled hi theology in the death of Jesus. In order to do so, h dug into ancient history. His anthropologica expertise informed him that Jesus successfull duped the posse of Roman soldiery that guarde 'the Cross' and his grave and ran away incognit from that execution site to Kashmir in India an died there. Mirza has also spotted his grave in th city of Srinagar. As against all this, the Qura Hakeem and Holy Ahadith have informed us tha Hazrat Isa, (Jesus), peace be on him, was never pu on 'the Cross,' but was bodily lifted into the skie and will come down into the world again, near th time of Resurrection and shall slay "Dajjal" (anti Christ).

A decade later, i.e., in 1901, Mirza climbed t the finale of his claims, i.e., Prophethood an Messengership of Allah. He wrote in his books tha he had received inspirations and *Wahi* (revelation from Allah that the following verses of the Qura Hakeem were Allah's announcement in respect c his personality.

۱- ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ﴾

(الفتح : ۲۹) (ایک غلطی کا ازالہ ص۳)

Muhammad is the Messenger of Allah. And those who are with him are stern against the disbelievers, (but) merciful among themselves.

(Al-Fath 48:29) (Ek Ghalati ka Izala, p.3 Tazkirah p.94, 4th Edition).

۲- ﴿ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ﴾

(الصف:۹) (تذکرہ ص۳۸۷-۳۸۸) (اعجاز احمدی ص۷)

He it is Who hath sent His Messenger with the guidance and the Religion of Truth, that He may make it triumph over all religions.

(As-Saff 61:9) (Tazkirah pp.387-388, 4th Edition)

۳- ﴿قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ﴾

(آل عمران ۳۱) (حقیقۃ الوحی ص۸۲)

Say (O Muhammad, to mankind): If ye love Allah, follow me; Allah will love you.

(Aal-Imran 3:31) (Haqiqat-ul-Wahi p.82)

۴- ﴿قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا﴾

which look apparently harmless but they are deep-seated. Their intent is to inflict maximum amount of damage upon Islam and for this purpose lay in wait to charge at its votaries. Most of them are open adversaries but some are clothed in deceit. Therefore, in the scenario unfolding today, it is our duty to forewarn our Ummah and tell them of the conspiracies that are being hatched against Islam. Allah has drawn the attention of Muslims to this danger in these words.

﴿وَلَنْ تَرْضَى عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَى حَتَّى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ إِنَّ هُدَى اللهِ هُوَ الْهُدَى وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ﴾ (البقرة:١٢٠)۔

Never will the Jews or the Christians be satisfied with thee unless thou follow their form of religion. Say: The guidance from Allah is the true guidance. Wert thou to follow their desires after the knowledge which hath come unto thee, then wouldst thou have from Allah no protecting friend nor helper.

(Al-Baqarah 2:120)

﴿وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّى يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ﴾

(البقرة:٢١٧)۔

And they will not cease from fighting against you till they have made you renegades from your religion .

(Al-Baqarah 2:217)

وقال النبی ﷺ: «یوشك أن تداعی علیکم الأمم کما تداعی الأکلة إلی قصعتها» (مشکوۃ ص۴۵۹)

The holy Prophet صلی اللہ علیہ وسلم said, "The people will soon summon one another to attack you as people, when eating, invite others to share their dish."

(Mishkat, p.459)

3. While we have already identified Christianity, Judaism, Idolatory, etc., which are well-known to us, there is however one evil which has raised its head recently, that is, one and a half century ago. This evil is more of a fraud than a religion as such. Perfidies have been many in the past but this one is the latest and very potent. Muslims are not very much familiar with it. Some who do know about it, are unaware of its dimensions because, unlike other religions which openly claim to be anti-Islamic, this one shows itself as pro-Islamic, doing the damage on the quiet. It claims to be reformist of Islam and attempts to put forth a certain version of its own. In fact, it is hypocrisy hiding its *kufr* (infidelity) under the mask of Islam. The British imperialism during its rule in India, needed its help to maintain suzerainty over the freedom-loving Muslim subjects. Through this Message we wish to invite your attention to this great danger which is looming large over the Ummah and is conspiring plans to ruin the Islamic countries in the present times.

The name of this evil is Qadianiat, also called Ahmadiyat. A Qadiani or Ahmadi moves about calling himself a Muslim but he is a viper-up-the-sleeve and must be guarded against. Our very purpose in extending this message is to enable you to identify him correctly. He shows himself outwardly as a Muslim, takes on names resembling those of Muslims and confuses people at large. Actually, he is as far removed from Islam as a Christian, Jew, or Hindu Idolator is. He behaves like a Muslim in his daily life and simulates Muslim culture, customs, rituals and habits, to the extent that he would even go to wearing a beard whose style is identifiable as a tuft sported beneath the lower lip and environs of the jaw.

4. The Founder of Qadianiat/Ahmadiyat was a man named Mirza Ghulam Ahmad who was born in the town of Qadian, District Gurdaspur, in the province of the Punjab, India, in 1839. The word Qadianiat takes its origin from his birth-place, Qadian, and Ahmadiyat, from his name Ahmad, which at his birth, his father prefixed with the epithet of Ghulam, meaning slave of Ahmad. Poverty and indigence were rampant in his home. However, his father, Mirza Ghulam Murtuza received an annual pension of Rs.700 from the British Government. Once young Mirza was assigned the task of collecting the annual pension of his father from the government treasury. Young Mirza received the amount (Rs.700) but squandered it in a few days in revelries. Feeling ashamed he did not return home. Wandering through the city of Sialkot, he got himself hired in the Court of Deputy Commissioner of that district. He accepted this first offer no sooner than it came by, since beggars are no choosers and because he was direly hardpressed for the needs of his body-cover and hunger. But actually his salary was so meagre that he had to look for other avenues for sustenance. It could hardly be called a salary because it was approximately sixty cents per month (50 paisa per day). Actually, it was in the nature of charity, doled out to him, to give him at least one meal a day. His

PART 1

MESSAGE TO THE MUSLIM UMMAH

from:
Aalami Majlise Tahaffuze Khatme Nubuwwat

By
Maulana Muhammad Yusuf Ludhianvi

Translated by
K.M. Salim

Edited by
Dr. Shahiruddin Alvi

بسم الله الرحمٰن الرحيم

MESSAGE TO THE MUSLIM UMMAH

الحمدلله وسلام على عباده الذين اصطفى

وفقنا الله وإياكم لما يحبه ويرضاه

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

Gentlemen: This message contains some important issues and attention of all Muslims is invited to it.

1. In token of Great Benevolence, Allah, the Exalted, sent محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم as the last Prophet for providing guidance to entire mankind who have since been born or who are living today or are to be born hereafter. Through His Grace, all people are offered Islam as the religion and رسول الله صلى الله عليه وسلم as the last Prophet. We Muslims have accepted both, with all heart and soul. Islam is, in fact, a great gift of Allah. It is so valuable that no worldly excellence matchs with it. Allah confirms this fact of His true believers in Quran Hakeem in these words:

﴿لقد من الله على المؤمنين إذ بعث فيهم رسولا من أنفسهم﴾
(سورة آل عمران: ١٦٤)

Allah verily hath shown grace to the believers by sending unto them a messenger from among themselves.

(Aal-e-Imran 3:164)

﴿الحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله لقد جاءت رسل ربنا بالحق﴾
(الأعراف: ٤٣)

Praise be to Allah, Who hath guided us to this (felicity): never could we have found guidance, if Allah had not guided us. Verily the messengers of our Lord did bring the truth unto us.

(Al-A'raf 7:43)

2. But proponents of enmical forces to Islam, like Christianity, Judaism and others, try to deviate Muslims by attacking precepts of Islam. To achieve their objective they adopt several methods, some of

شمارہ نمبر ۵۱

قارئین ختم نبوت سے تین سوال

محترم قارئین آپ کی دلچسپی کے لئے قادیانیت سے متعلق سوال و جواب کا ایک سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں ہم ہر دفعہ تین سوال شائع کریں گے۔ جن کے جوابات آپ حضرات ڈاک کے ذریعے ارسال کرسکتے ہیں۔ سب سے پہلے موصول ہونے والے مکمل صحیح حل پر ۳ ماہ کے لئے رسالہ مفت جاری کیا جائے گا۔ ایک غلطی والے حل پر ۲ ماہ کی مدت کے لئے اور دو غلطی پر ایک ماہ کی مدت کے لئے رسالہ مفت جاری کیا جائے گا۔

سوال نمبر۱........ مرزا قادیانی نے "جہاد" کے منسوخ ہونے کا فتویٰ کس سن میں جاری کیا تھا؟

سوال نمبر۲........ "برق آسمانی بر خرمن قادیانی" کس مسلم اسکالر کی تصنیف ہے؟

سوال نمبر۳........ مرزا قادیانی کے افسوس ناک بچپن سے شرمناک جوانی اور اندوہناک موت کے تمام حادثات کا تذکرہ کس کتاب میں موجود ہے؟

سلسلہ نمبر ۲۶

نام ____________________

ولدیت ____________________

مکمل پتہ ____________________

____

ذاتی مصروفیات ____________________

____

خط و کتابت کیلئے:

انچارج انعامی مقابلہ ہفت روزہ ختم نبوت "انٹرنیشنل" پرانی نمائش

ایم اے جناح روڈ کراچی کوڈ نمبر ۷۴۴۰۰

اہم ہدایات:

۱..... ساتھ منسلک کوپن کاٹ کر صحیح اندراج کر کے خط میں ارسال کیا جائے ورنہ حل مکمل تصور نہیں کیا جائے گا۔

۲..... تمام سوالات کے جواب صاف ستھرے کاغذ پر تحریر کریں۔

۳..... ہر شمارہ کا حل اس سے ایک شمارہ کے بعد شائع کیا جائے گا۔

۴..... جوابی کوپن انچارج انعامی مقابلہ "ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل" کے نام سے ارسال کریں

REGD. NO. SS-160

دہشت گرد و تخریب کار کون؟

کیا حکومت اِن کو کیفرِ کردار تک پہنچائے گی

پاکستان میں تخریب کاری، دہشت گردی، قتل و اغوا کی منظم وارداتوں پر پاکستان کا شہری سراسیمگی اور خوف و ہراس کا شکار ہے، افسردہ، خوف زدہ اور پریشان ہے۔ ہر شخص چیخ اٹھا ہے کہ اس میں اسرائیل، بھارت اور امریکہ کے ایجنٹ ملوث ہیں۔ ملک عزیز کو دشمن ان حالات سے محض اس لیے دوچار کر رہا ہے کہ یہ طاقتیں پاکستان کی افواج اور پرامن ایٹمی پلانٹ کو تباہ کرنا چاہتی ہیں۔ آیئے دیکھیے ان پاکستان دشمن طاقتوں کا پاکستان میں ایجنٹ کون ہے؟

اسرائیل اور مرزائی

(1) اسرائیل میں مرزائی مشن قائم ہے۔ (دیکھیے آمد و خرچ تحریک جدید سنہ ۱۹۶۲-۶۳ء صفحہ ۱۳) اور اسرائیلی فوج میں چھ سو قادیانی ملازم ہیں۔ [illegible]

(2) اسرائیل میں مرزائی مشن کے انچارج کا اسرائیل کے صدر سے رابطہ رہتا ہے۔ (۱۳ جنوری ۱۹۸۰ء نوائے وقت لاہور)

بھارت اور مرزائی

(1) مرزائی جماعت کے سربراہ مرزا بشیر الدین محمود نے اعلان کیا کہ پاکستان و ہندوستان کی تقسیم عارضی ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ دوبارہ اکھنڈ ہندوستان بن جائے۔ (الفضل قادیان ۱۶ مئی ۱۹۴۷ء)

(2) مرزائی جماعت کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر نے اعلان کیا ہے کہ پاکستان، بنگلہ دیش اور بھارت کی تقسیم غیر فطری ہے، اس تقسیم کو ختم کر کے ایک ہو جانا چاہیے۔

امریکہ اور مرزائی

(1) امتناع قادیانیت آرڈیننس کو ختم کرانے کے لیے دباؤ اور امداد کی بندش و بحالی کو اس سے وابستہ کرنا۔

(2) حالیہ فسادات و تخریب کاری اور دہشت گردی سے قبل ایک ماہ میں امریکی سفارت کاروں کا ربوہ میں تین بار آنا، مرزائی قیادت سے علیحدگی میں مذاکرات جن کی تفصیلات کا پاکستان کی ایجنسیوں کو بھی علم نہیں۔ (روزنامہ جسارت، جنگ، نوائے وقت لاہور)

جس طرح

دنیا بھر کے یہودی مسلمانوں اور مسلم حکومتوں کے خلاف منظم سازشوں میں مصروف کار ہیں، اسی طرح قادیانی جماعت سیاسی پناہ کے نام سے منظم طریقے سے اپنے افراد کو تخریب کاری و دہشت گردی کی تربیت کے لیے بیرون ملک بھجوا رہی ہے۔ ان تخریب کاروں کے لانے لے جانے کا یہ سلسلہ کئی سال سے جاری ہے۔

ان حالات میں

حکومت پاکستان اپنی ذمہ داری کا احساس کرے، غیر ملکی ایجنٹ سازشی گروہ پر مقدمہ چلائے، قادیانی جماعت کو خلاف قانون قرار دے کر ان کے اثاثوں کو منجمد کرے۔

شعبۂ نشر و اشاعت: عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت (ملتان، پاکستان)